

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۭاِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝
وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝

’’اور میں نے کہا کہ اپنے رب سے اپنے گناہ بخشواؤ اور معافی مانگو، وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے، وہ تم پر آسمان کو خوب برستا ہوا چھوڑ دے گا، اور تمہیں خوب پے در پے مال اور اولاد میں ترقی دے گا، اور تمہیں باغات دے گا اور تمہارے لئے نہریں نکال دے گا‘‘

توبہ واستغفار

کے

فوائد

تالیف

العبد الضعیف الی اللہ العزیز ذکاء اللہ بن محمد حیات حافظ آبادی

ناشر

دار الکتب الاسلامیہ
حافظ آباد

ڈسٹری بیوٹر

حرمین پبلی کیشنز کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

توبہ واستغفار کے فوائد

تالیف .... ذکاءاللہ بن محمد حیات

پہلا ایڈیشن .... مارچ 2011ء

ناشر .... دارالکتب الاسلامیہ

تعداد 1100

ہماری مطبوعات مندرجہ ذیل اداروں سے مل سکتی ہیں

☆ لاہور: دارالسلام شوروم 7232400، مکتبہ قدوسیہ 7230585، مکتبہ سلفیہ 7237184، نعمانی کتب خانہ 7321865

☆ کراچی: دی بک ڈسٹری بیوٹر 7787137، مکتبہ دارالقرآن 2632572، علمی کتاب گھر 2628939

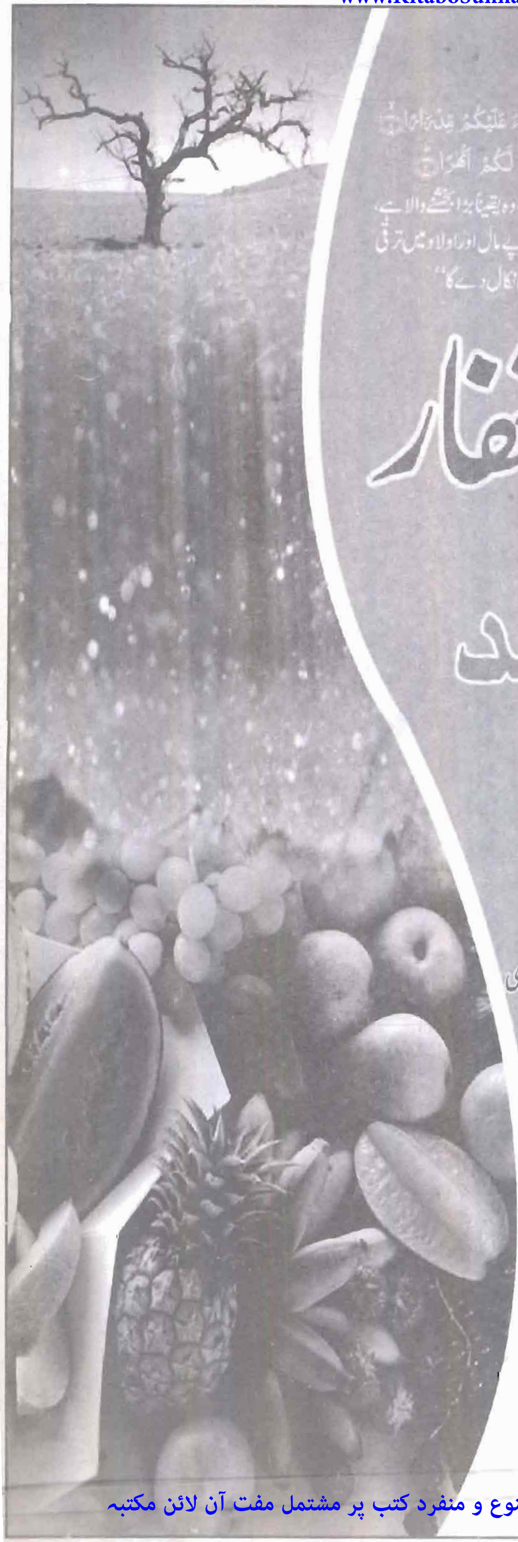
☆ راولپنڈی: تسجیلات طیبہ 5535168، ☆ اسلام آباد: المسعود اسلامک بکس 2261356

☆ فیصل آباد: مکتبہ اسلامیہ 6312004، مکتبہ اہلحدیث 2629292

☆ حیدرآباد: مکتبہ دعوت السلفیہ 0333-2607264 دارالفکر الاسلامی 03215216287

ڈسٹری بیوٹر

موبائل نمبر: 0333-3030804



فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝

”اور میں نے کہا کہ اپنے رب سے اپنے گناہ بخشواؤ (اور معافی مانگو) وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان کو خوب برستا ہوا چھوڑ دے گا اور تمہیں خوب پے درپے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہیں باغات دے گا اور تمہارے لئے نہریں نکال دے گا“

توبہ و استغفار کے فوائد

تالیف

العبد الضعیف الی اللہ العزیز ذکاء اللہ بن محمد حیات حافظ آبادی

ناشر

دار الکتب الاسلامیہ

حافظ آباد

ڈسٹری بیوٹر

حرمین پبلی کیشنز کراچی

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست مظامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفے چند

الحمد للّٰہ العزیز الوھاب o غافر الذنب و قابل التوب شدیدالعقاب o والصلوٰۃ السلام علی نبینا محمد الذی اوتی الحکمۃ وفصل الخطاب oوعلی آلہ وصحبہ الذین اٰمنوابااللّٰہ ورسولہ والکتاب واولٓئك ھم اولوالبابo و علی من تبعھم باحسان الی یوم الحساب ۔امابعد!

یہ حقیقت ہے کہ ہر انسان خطا کا پتلا ہے،کوئی بھی پارسائی اور پاکدامنی کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔تمام اولاد آدم (ماسوائے حضرات انبیاء کرام) سے گناہوں، خطاؤں اور غلطیوں کا سرزد ہونا ممکن ہے لیکن سب سے بہترین انسان وہ ہے جو غلطی اور پاپ کرنے کے بعد ندامت کا اظہار کرتا ہے، اپنے خالق حقیقی کے در پر آ کر دو چار آنسو گراتا ہے اور اپنے مالک کے سامنے گڑگڑاتے ہوئے صدق دل سے توبہ واستغفار کرتا ہے۔ایسا انسان سب سے بہترین ہے جیسا کہ پیغمبر امن وسلامتی محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”کل ابن آدم خطاء ، وخیر الخطائین التوابون“

[ترمذی (٢٤٩٩)، ابن ماجه (٤٢٥) فی الزهد عن انس وسنده حسن]

”آدم کا ہر بیٹا گناہ گار ہے اور گناہ گاروں میں سب سے بہترین وہ ہیں جو کثرت سے توبہ و استغفار کرتے ہیں۔“

اللہ الرحم الراحمین کو منانا بہت ہی آسان ہے، دنیا دار کوئی ناراض ہوجائے اسے راضی کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

ماں باپ، بہن بھائی ناراں ہوجائیں، ان کی منت ساجت کرنا انتہائی دشوار ہے۔دوست واحباب عزیز واقارب منہ پھیر لیں انھیں خوش کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔وقت کا بادشاہ

دست شفقت کھینچ لے، اسے رضامند کرنا انتہائی مشکل ہے۔فوج کا کمانڈر غصے و ہو جائے اس کا غصہ ٹھنڈا کرنا مشکل ہوتا ہے۔

الغرض اس جہان رنگ و بو میں بسنے والے خاکی حضرات کو منانا تو مشکل ہو سکتا ہے لیکن مالک ارض وسماء، خالق کل کائنات، حاکم اعلیٰ، مدبر عظیم اور رازق جہان اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا مشکل نہیں ہے۔کیونکہ وہ رب العالمین ہے۔جس کی عظیم صفات میں غفار، تواب، وھاب، غفور الرحیم اور ارحم الراحمین نمایاں صفات ہیں۔

جس نے اپنی عظیم کتاب قرآن مجید فرقان حمید میں اعلان فرمایا ہے:

نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔(الحجر: ۴۹)

''میرے بندوں کو خبر دے دو کہ میں تو بہت ہی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہوں۔''

وہ اللہ عز وجل تو اتنا شفیق اور مہربان ہے کہ اس کی رحمت و بخشش کے دروازے ہر وقت، ہر گھڑی کھلے رہتے ہیں۔کوئی پاپی اس کے در پر آبدیدہ ہو کر تو دیکھے کہ وہ ذات کس قدر رحم و کرم کرنے والی اور رحمت و مغفرت کے دریا بہانے والی ہے۔

بندۂ مسلم اس کے سامنے دامن پھیلا کر توبہ واستغفار تو کرے پھر دیکھنا اس کی رحمت کاملہ کس طرح جوش میں آتی ہے؟ ایک مرتبہ بندہ اپنے مالک و خالق کے سامنے عاجزی وانکساری کر کے تو دیکھے کہ وہ کس طرح اپنے بندے کو معاف کرتا ہے۔

مولائے کریم کا ارشاد گرامی ہے:

''وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا''

''جو شخص برائی کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے استغفار کرے تو وہ اللہ کو بخشنے والا، مہربانی کرنے والا پائے گا''۔

بندہ توبہ تو کرے پھر دیکھیں اللہ غفار و تواب بندے کی توبہ کیسے قبول فرماتا ہے؟

محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے:

''ان العبد اذا اعترف ثم تاب، تاب الله عليه ''[صحيح بخاری، رقم الحديث (٤١٤١)]

"بیشک بندہ جب اعتراف (جرم) کر کے توبہ کرتا ہے تو پھر اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ تو ایسا معبود برحق ہے کہ بندہ کی توبہ سے بہت خوش ہوتا ہے۔رب ذوالجلال والاکرام کی خوشی کی مثال رسول امین ﷺ نے اپنی حدیث مبارکہ میں دی ہے جس کا مفہوم پیش خدمت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو اپنے بندے کی توبہ کرنے پر اس شخص کی خوشی سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جو ایک سواری پر سوار ہے، اس کا راشن پانی، روٹی وغیرہ سواری پر باندھا ہوا ہوتا ہے۔ وہ چٹیل میدان میں سفر کرتا جارہا ہے، سفر کرتے کرتے دور دراز جا کر اپنی سواری کو کسی درخت کے ساتھ باندھ کر خود درخت کے نیچے محو استراحت ہو جاتا ہے۔ سونے کے بعد جب اس کی آنکھ کھلتی ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی سواری غائب ہے یہ آدمی پریشان ہو جاتا ہے۔ پریشانی کے عالم میں سواری کو تلاش کرنا شروع کر دیتا ہے، کبھی دائیں طرف بھاگتا ہے، کبھی بائیں طرف جاتا ہے۔ بڑی پریشانی میں ادھر ادھر بھاگتا پھرتا ہے۔ چٹیل میدان ہے، کوئی بستی نہیں، کوئی آبادی نہیں، کوئی بندہ تاحد نگاہ نظر نہیں آتا، بے چارہ اکیلا ہی چٹیل میدان کا چکر لگاتا پھرتا ہے۔ اب وہ ناامید ہو کر دوبارہ درخت کے نیچے آکر لیٹ جاتا ہے، لمبی تان کر سو جاتا ہے۔ اچانک اس کی آنکھ کھلتی ہے، کیا دیکھتا ہے کہ اس کی سواری سامان سفر سمیت اس کے پاس کھڑی ہے۔ جب اس نے دیکھا تو اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اتنا خوش ہوا کہ خوشی سے حواس باختہ ہو گیا، اپنی زبان پر کنٹرول نہ کر سکا، اپنے آپ پر قابو نہ پا سکا، خوشی کے مارے ایک فاش غلطی کر بیٹھا اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلے:

"الهم انت عبدی وانا ربك" [بخاری (٦٣٠٩) مسلم (٢٧٤٧)]

"اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں"۔

جتنی اس آدمی کو اپنی سواری ملنے پر خوشی ہوئی۔ مولائے کریم کو اس سے کئی گنا بڑھ کر اس وقت خوشی ہوتی ہے جب بندہ اس کے سامنے توبہ واستغفار کرتا ہے۔ اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتا ہے۔

جس ماں کا لخت جگر گم ہو کر دوبارہ مل جائے، اس کی خوشی دیدنی ہوتی ہے۔ وہ خوشی کے

مارے پھولی نہیں سماتی ۔لیکن میرے مالک و خالق کی خوشی اس ماں سے بھی کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ جب کوئی شخص اس کے در پر آ کر گرتا ہے۔اس کی چوکھٹ پر جبین نیاز رکھ کر روتا ہے، کرلاتا ہے، آہ وبکا کرتا ہے اور سسکیاں بھر بھر کر اپنے معبود حقیقی کو راضی کرنے کی کوشش و جستجو کرتا ہے تو میرا اللہ اسے معاف کر دیتا ہے۔

قرآن مقدس میں اللہ جل جلالہ نے متعدد مقامات پر توبہ واستغفار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔جس سے توبہ واستغفار کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔خود پیغمبر اعظم محمد ﷺ (فداہ ابی وامی) دن میں ستر سے سو مرتبہ توبہ واستغفار کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔اور اپنی امت کو بھی توبہ واستغفار کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

{يَاأَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ فَاِنِّى اَتُوبُ فِى الْيَوْمِ مِئَةَ مَرَّةٍ }

اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو بیشک میں دن میں سو مرتبہ اللہ سے توبہ کرتا ہوں۔

(صحيح مسلم رقم الحديث ٢٧٠٢)

جب اللہ غفور الرحیم نے بار بار توبہ واستغفار کرنے کا قرآن حکیم میں حکم فرمایا ہے اور معصوم عن الخطاء پیغمبر ﷺ دن میں سو مرتبہ توبہ واستغفار کا التزام کرتے تھے تو ہمیں گناہ گاروں کو بالاولی توبہ و استغفار کا اہتمام کرنا چاہیئے۔کیونکہ ہم گناہوں کی پر خطر جھاڑیوں میں الجھے ہوئے ہیں لہذا ہمیں خالق کائنات سے زیادہ ڈرنا چاہیئے اور توبہ واستغفار کو اپنا شعار بنالینا چاہیے۔اگر ہم میں سے کوئی غلطی اور گناہ کا ارتکاب کر بیٹھے تو اسے رحمت الٰہی سے ناامید نہیں ہونا چاہیے۔رب کی رحمت تو وسیع ہے خود اللہ تعالیٰ نے ناامیدی سے منع فرمایا ہے۔ارشاد ربانی ہے :

﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾(الزمر ٥٣)

کہہ دیجیے کہ اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ۔

آج ہمارا معاشرہ تباہی اور بربادی کے دہانے پر کھڑا ہے، گناہوں پہ گناہ ہو رہے ہیں فحاشی وعریانی، بدکاری اور دیگر شیطانی امور عروج پر ہیں اللہ عزوجل کے احکام وفرائض کی مطلق پرواہ نہیں

ہے۔رب تعالیٰ کی حدود کو بے دردی سے پامال کیا جا رہا ہے۔قرآنی تعلیمات کو طاق نسیاں بنا دیا گیا ہے۔اطاعت رسول ﷺ برائے نام رہ گئی ہے۔ہر طرف بدعملی اور نافرمانی کا دور دورہ ہے۔یاد رکھیے! جب لوگ اللہ کی نافرمانیوں کو اپنا وطیرہ عمل بنا لیتے ہیں، گناہوں میں مگن ہو جاتے ہیں تو پھر مکافات عمل کے طور پر لوگوں پر آفات ارضی وسماوی کا نزول ہوتا ہے تاکہ لوگ آفات دیکھ کر گناہوں سے باز آجائیں اور اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کر لیں۔

آج ہمارا وطن عزیز زلزلوں، سیلابوں، قحط سالیوں اور بدامنیوں کا شکار ہے جس کی بنیادی وجہ رجوع الی الکتاب والسنۃ، خشیت الٰہی، تقویٰ شعاری، انابت الٰہی اور توبہ واستغفار کا فقدان ہے۔اگر ہمیں امن و امان، سکون واطمینان اور سلامتی پاکستان مطلوب ہے تو پھر ہمیں رجوع الی القرآن والحدیث کے ساتھ ساتھ توبہ واستغفار کا اہتمام کرنا ہوگا اور تعلق باللہ کو مضبوط کرنا ہوگا۔اس لئے لازمی اور ضروری ہے کہ ہم توبہ واستغفار کی اہمیت اور فوائد وثمرات کی پہچان حاصل کریں۔زیر نظر رسالہ ''توبہ واستغفار کے فوائد'' اسی موضوع کو اجاگر کرنے کیلئے تصنیف کیا گیا ہے۔جسے ہمارے دینی بھائی محترم المقام مولانا ذکاء اللہ بن محمد حیات حافظ آبادی حفظہ اللہ الھادی ''مدرس جامعہ اسلامیہ اہلحدیث صادق آباد'' نے بڑی محنت اور عرق ریزی کے ساتھ تالیف فرمایا ہے۔موصوف درس وتدریس کے ساتھ ساتھ تالیف وتصنیف میں ایک عمدہ ذوق وشوق رکھتے ہیں۔محترم موصوف کے قلم سے اس سے پہلے ''فوائد الصلوۃ وتحقیق وتخریج شرح العقیدۃ الواسطیہ اردو'' کے نام سے دو کتابیں ضبط تحریر ہو چکی ہیں اور مزید چند دیگر کتب ابھی زیر طبع ہیں ان کتب میں ایک کتاب ''فوائد التوبہ والاستغفار'' جو قارئین کرام کے سامنے ہے۔''توبہ واستغفار کے فوائد'' نامی یہ کتاب اپنے موضوع میں ایک مدلل کتاب ہے جس میں لائق مؤلف نے توبہ واستغفار کی اہمیت اور فوائد کو واضح کرنے کیلئے قرآن وحدیث کی نصوص اور ائمہ ومفسرین کے اقوال گلدستہ کی صورت میں قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔محترم موصوف نے راقم ناچیز کو اس کتاب پر مقدمہ لکھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔اگرچہ راقم الحروف اس کے اہل تو نہیں ہے لیکن اپنے بھائی کے اصرار پر چند ٹوٹے پھوٹے کلمات زیب قرطاس کر رہا ہے۔مجھے امید واثق

ہے کہ قارئین کرام اس کتاب سے بہت ضروری فوائد حاصل کر کے اپنی دنیا و آخرت سنوارنے کی کوشش کریں گے۔ انشاءاللہ العزیز

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا گوہوں کہ وہ مؤلف کتاب ہذا کے علم و عمل اور عمر میں برکت عطا فرمائے۔ تاکہ وہ مزید اصلاح معاشرہ کیلئے اپنی قلم کو رواں دواں رکھیں اور یہ کتاب ان کی حسنات میں اضافے کا باعث بنائے۔ آمین یا رب العلمین

والله هو الموفق

کتبہ/

حافظ ریاض احمد عاقب الاثری

مدرس مرکز ابن القاسم الاسلامی

محمود کوٹ بوسن روڈ ملتان

گزارشات حافظ آبادی

گوکہ انسان سے اصل مطلوب یہی ہے کہ اس کی ذات شریعت مطہرہ کی حقیقی تصویر اور اس کی آئینہ دار ہو ارشاد باری تعالی ہے:

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَ ذٰلِكَ دِیْنُ الْقَیِّمَةِ (البینة: ۵)

اور انھیں اس کے سوا حکم نہیں دیا گیا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اس حال میں کہ اس کے لیے دین کو خالص کرنے والے ایک طرف ہونے والے ہوں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں اور یہی مضبوط ملت کا دین ہے۔

یعنی اللہ پاک اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری میں رہ کر زندگی بسر کریں ارشاد باری تعالی ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ.(محمد : ۳۳)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ کا حکم مانو اور اس کے رسول کا حکم مانو اور اپنے اعمال باطل مت کرو۔

لیکن یہ انسان ناتواں کہ بسا اوقات اس سے ایسے اعمال وقوع پذیر ہوتے ہیں کہ جن میں باری تعالی کے ابدی دشمن ابلیس لعین کی خوشنودی کا عنصر پایا جاتا ہے تو پھر ظاہر ہے کہ ایسے اعمال کرنے سے انسانی دل سیاہی کا مجسمہ ہی بنے گا نہ کہ نورانیت کی مجسم تصویر......

اس کے باوجود کہ انسان اللہ تبارک وتعالی کی اطاعت وفرمانبرداری کے پہلو سے الگ ہو کر زندگی گزارتا ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنے بندے کے لیے معافی کا دروازہ بند نہیں کیا بلکہ فرشتہ اجل کی آمد سے پہلے پہلے جب چاہے بارگاہ خداوندی میں حاضری دے کر اپنے دامن کو گناہوں سے صاف کرا سکتا ہے۔ ذرا سوچیئے کہ اس کی کیا وجہ ہے؟

درحقیقت اللہ عزوجل اپنے بندے سے غایت درجہ محبت رکھتے ہیں اس لیے اپنے بندوں کو ناامیدی کا پیغام نہیں دیا بلکہ فرمایا:

﴿اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾ (المومن : ۶۰)

"تم مجھے پکارو میں تمھاری دعا قبول کروں گا"

اور کہیں فرمایا:

﴿لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾(الزمر : ۵۳)

اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ۔

اور کہیں بایں الفاظ اپنے بندوں کے لیے رحمت کے دریا بہائے:

﴿نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ﴾(الحجر : ۴۹)

میرے بندوں کو خبر دے دیجئے کہ بے شک میں ہی بے حد بخشنے والا نہایت رحم والا ہوں۔

اور کسی جگہ فرمایا:

﴿فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾(البقرة: ۱۸۶)

تو بے شک میں قریب ہوں، میں پکارنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔

یہ تمام کی تمام آیات اسی بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ رب العزت کو اپنے بندوں سے بڑی محبت ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں کو کس قدر اپنا محبوب رکھتے ہیں اس کا اندازہ آپ درج ذیل حدیث قدسی سے بھی لگا سکتے ہیں:

ارشاد نبوی ﷺ ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں اے میرے بندو تم ہو کہ رات دن خطائیں کرتے ہو۔اور میں ہوں کہ (تمہارے) گناہوں کو معاف فرماتا ہوں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں تم مجھ سے بخشش مانگو میں تمھیں معاف کروں گا۔(مستدرك حاكم ،ح:۷٦۸)

اور یہ بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی اپنے بندوں سے محبت کی علامت ہے کہ اس نے توبہ واستغفار جیسے عظیم سبب کو پیدا فرمایا: جسے اختیار کر کے گنہگار باری تعالیٰ اپنی خطائیں معاف کرواسکتے ہیں۔

جسے اختیار کر کے: دلوں پر گناہوں کی اینٹوں سے دیوار کھڑی کرنے والے، دیوار اسود کو منہدم کر

سکتے ہیں۔

جسے اختیار کر کے: رزق کے طلب گار اپنی جھولیاں خیر و برکت سے بھر سکتے ہیں۔

جسے اختیار کر کے: اولاد سے محروم لوگ اپنی آنکھوں اور راحت کا سامان مہیا کر سکتے ہیں۔

جسے اختیار کر کے: لوگ اپنے دامن سے لپٹی ہوئی سیاہی کو نیکیوں کی نورانیت میں تبدیل کر سکتے ہیں:

جسے اختیار کر کے: مصائب و مشکلات میں مبتلا بندے رنج والم سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔

جسے اختیار کر کے: جہنم سے آزادی کا عزم رکھنے والے جنت کے بالا خانوں کے وارث بن سکتے ہیں۔

بشرطیکہ بندے بھی اس کی اطاعت و فرمانبرداری میں زندگی بسر کریں۔

بس شرط صرف اتنی ہے کہ توبہ واستغفار ایسی ہو کہ جو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے نکلے توبہ ایسی نہ ہو جیسا کہ رابعہ العدویہ نے کہا تھا:

اِسْتِغْفَارُنَا هٰذَا يَحْتَاجُ اِلٰى اِسْتِغْفَارٍ (روح المعانی، ۲: ٦١)

ہمارا یہ استغفار بھی مزید استغفار کا محتاج ہے۔

واقعی بندہ جب اخلاص کے ساتھ توبہ واستغفار کرتا ہے تو باری تعالیٰ اسے ڈھیر سارے فوائد و ثمرات عطا فرماتے ہیں۔

وہ فوائد و ثمرات جو توبہ واستغفار کے بدلے انسان کو ملتے ہیں؛ بندہ گنہگار نے مختصر طور پر اس رسالہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور اسی مناسبت سے اس کا نام بھی فوائد التوبہ والاستغفار رکھا ہے۔

اظہار تشکر

اگر میں اپنے محسنین کا شکریہ ادا نہ کروں تو نہایت ناسپاسی ہوگی۔ محترم حافظ ریاض احمد عاقب حفظہ اللہ تعالیٰ (مدرس مرکز ابن القاسم الاسلامی ملتان) اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے عاجز کی گزارش کو قبول کیا اور بیماری کی حالت میں کتاب کو شروع سے آخر تک پڑھا اور "حرفے چند" کے عنوان سے اپنے تعاثرات کا اظہار کیا اور چند مفید مشوروں سے بھی نوازا۔

میرے تلمیذ رشید راشد محبوب سبحانی بھی لائق تحسین ہیں کہ کتاب کی کمپوزنگ اور اغلاط کی اصلاح

میں جانفشانی سے محنت کی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے ذوق علمی کو اور زیادہ کرے۔ آمین

آخر میں بصد عجز وانکساری کے ساتھ بارگاہ ایزدی میں دعا گو ہوں کہ اللہ ہوں تو کچھ بھی نہ بلا شک وریب لیکن اے میرے خالق و مالک پر خلوص مصلحین امہ بالا قلام کی صف میں جگہ عطا فرما دے شاید کہ اسی پر ذنوب کی بخشش ہو جائے اور اے اللہ میری اس حقیر سی کاوش کو میرے لیے میرے اساتذہ کرام اور میرے ابو اور امی جان کے لیے ذریعہ نجات بنا جن کی دلی دعائیں میری رہنمائی کا سبب بنیں!

العبد الضعیف الی اللہ العزیز

ذکاء اللہ بن محمد حیات حافظ آبادی

مدرس جامعہ اسلامیہ صادق آباد اکبری محلہ کالیکی منڈی حافظ آباد پاکستان

منگل ۷ رشعبان المعظم ۱۴۳۱ھ ۲۰ جولائی ۲۰۱۰

توبہ کی لغوی تعریف

لفظ توبہ باب تَابَ یَتُوْبُ سے مصدر ہے اس کا معنی ہے گناہ سے باز آنا۔ تَابَ اِلَی اللّٰہِ یَتُوْبُ تَوْبًا وَ تَوْبَۃً وَ مَتَابًا یہ اس وقت استعمال ہوتا ہے جب بندہ معصیت باری تعالیٰ سے باز آ کر اسکی اطاعت وفرمانبرداری کی طرف رجوع کرتا ہے لسان العرب (٢:٦١) مادہ (ت۔و۔ب) مادہ توب جب بصلہ علیٰ استعمال ہو تو معنی ہوتا ہے توبہ کی توفیق دینا معاف کرنا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (البقرۃ: ٣٧)

پھر آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھ لئے تو اس نے اس کی توبہ قبول کر لی یقیناً وہ توبہ قبول کرنے والا نہایت مہربان ہے۔ [لسان العرب (١:٢٧٦) القاموس (ص: ٢٠٥)]

اگر بصلہ الی استعمال ہو تو معنی ہوتا ہے گناہوں پر پشیمان ہو کر اللہ کی طرف رجوع کرنا۔

[القاموس الوحید (ص/٢٠٥)]

”توبہ کی اصطلاحی تعریف“

اپنے گناہوں پر پشیمان ہونا اور معصیت باری تعالیٰ سے باز آنا یہ سمجھ کر کہ وہ گناہ ہے نہ اس لیے کہ یہ (فعل) بدن اور مال کے لیے نقصان دہ ہے اور آئندہ وہ گناہ نہ کرنے کا عزم مصمم کرنا۔

(تفسیر روح المعانی (٢٨:١٥٨) بلغۃ السالك (٤:٧٣٨) الفواكه الدوانی (١:٨٨) الكليات لابی البقاء (٢:٩٦) الجمل (٥:٣٨٧) كشاف القناع (١:٤١٨) المغنی (٩:٢٠٠) بحواله الموسوعة الفقهية (١٤:١١٩)

”استغفار کی لغوی تعریف“

لفظ ”استغفار“ باب استفعال کا مصدر ہے اس کا معنی ہے اللہ سے گناہوں کی معافی مانگنا۔

[القاموس الوحيد (ص: ١١٧٤)]

اس کا مادہ غ۔ف۔ر۔ ہے۔ جس کا معنی ہوتا ہے ڈھانپنا؛ پردہ کرنا جیسے کہا جاتا ہے:

غَفَرَ اللّٰهُ ذُنُوْبَهٗ [الموسوعة الفقهية (١٤: ١٢٠)]

اللہ نے اس کے گناہوں کو معاف کر دیا یعنی اس پر پردہ ڈال دیا۔

"استغفار کی اصطلاحی تعریف"

دعا، توبہ، یا باری تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کے ذریعے (اپنے گناہوں کی) بخشش چاہنا استغفار کہلاتا ہے [الموسوعة الفقهية (١٤: ١٢٠)]

"توبہ اور استغفار میں فرق"

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر لفظ استغفار اکیلا استعمال ہو تو اس سے مراد ایسی توبہ ہوتی ہے جس میں باری تعالیٰ سے گناہوں کی بخشش مانگی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ گناہوں کو مٹانے والا اثرات گناہ کو زائل کرنے والا اور شر سے عافیت دینے والا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا﴾(نوح: ١٠)

(لوگو) تم اپنے رب سے بخشش مانگو یقیناً وہ معاف کرنے والا ہے۔

یہاں استغفار توبہ کو بھی شامل ہے اگر (لفظ) استغفار اور توبہ اکٹھے مستعمل ہوں (یعنی ایک ہی جگہ پر) تو استغفار سے مراد گذشتہ شر (جو آدمی کو پہنچی ہے) سے عافیت مانگنا ہوتا ہے اور توبہ سے مراد ترک گناہ کے ذریعہ اللہ کی طرف رجوع کرنا۔ اور آئندہ زمانہ میں وہ شر جس سے آدمی خائف ہو۔ سے عافیت مانگنا ہوتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ﴾(هود: ٣)

اور یہ کہ اپنے رب سے بخشش مانگو اور اس کے آگے توبہ کرو۔

توبہ کی شرائط

پہلی شرط:

گناہ کو چھوڑ دینا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَأُولٰئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا (النساء: ١٧)

اللہ انہی لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو نادانی سے بری حرکت کر بیٹھتے ہیں۔ پھر جلد توبہ کر لیتے ہیں پس ایسے لوگوں کی توبہ اللہ قبول فرماتا ہے اور وہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

[illegible]

(نادم ہونا) ابن معقل رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں اپنے باپ کے ساتھ (سیدنا) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اسے (یہ) فرماتے ہوئے سنا:

{ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلنَّدْمُ تَوْبَةٌ }

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ندامت (یعنی گناہ پر شرمندہ ہونا) توبہ ہے: میرے باپ نے (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے کہا یہ بات کہ اَلنَّدْمُ تَوْبَةٌ ندامت (یعنی گناہ پر شرمندہ ہونا) توبہ ہے کیا تو نے نبی مکرم علیہ الصلوۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے؟ تو (سیدنا) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں۔

(ابن ماجه كتاب الزهد باب ذكر التوبه رقم الحديث (٤٢٥٢) قال البوصيرى هذا اسناد صحيح ورجاله ثقات رواه الحاكم فى المستدرك عن محمد بن يعقوب عن احمد بن شيبان عن سفيان ابن عيينة به وقال هذا حديث صحيح الاسناد)

(سیدنا) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: كَفَّارَةُ الذَّنْبِ اَلنَّدَامَةُ گناہ کا کفارہ ندامت (یعنی گناہ پر پشیمان ہونا ہے) [مجمع الزوائد كتاب التوبة باب منه فى سعة رحمة الله و مغفرته لذنوبه و قوله صلى الله عليه وسلم لو لم تذنبو. لذهب الله بكم رقم الحديث (١٧٦٢٥) مسنداحمد رقم الحديث: (٢٦٢٣) معجم الكبير: (١٢٧٩٤) مسندالبزار: (٣٢٥٠) وفيه عمرو بن مالك ذكره ابن حبان فى الثقات وقال يعتبر حديثه من رواية ابنه عنه يخطىء و يغربه وانظر الصحيحه رقم الحديث (١٩٧٠)]

(سیدہ) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں مجھے اللہ کے رسول علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:

يَا عَائِشَةُ اِنْ كُنْتِ اَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِيْ اللّٰهَ فَاِنَّ التَّوْبَةَ مِنَ الذَّنْبِ اَلنَّدَامَةُ وَالْاِسْتِغْفَارُ۔

اے عائشہؓ اگر تجھے گناہ کا علم ہو جائے تو اللہ تبارک وتعالیٰ سے (اس کی) بخشش مانگ کیونکہ گناہ سے توبہ کرنا ندامت (یعنی گناہ پر پشیمان ہونا) اور بخشش مانگنا ہے [مجمع الزوائد کتاب التوبة: باب الندامة على الذنب رقم الحديث (١٧٥١٤) مسند احمد (٦: ٢٦٤)]

تیسری شرط

آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم مصمم کرنا (سیدنا) عوف ابن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَامِنْ ذَنْبٍ اِلَّا وَاَنَا اَعْرِفُ تَوْبَتَهٗ قِيْلَ وَ مَا تَوْبَتُهٗ قَالَ اَنْ يَتْرُكَهٗ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ اِلَيْهِ

میں ہر گناہ کی توبہ سے واقف ہوں دریافت کیا گیا (گناہ) کی توبہ سے مراد کیا ہے؟ فرمانے لگے (آدمی) گناہ کو چھوڑ دے اور دوبارہ اس کی طرف نہ لوٹے [مجمع الزوائد. كتاب التوبة: باب اخلاص التوبة من الذنب: رقم الحديث (١٧٥٢٥) رواه الطبراني با سناد حسن (السنن الكبرى للبيهقى ١٠١٥٥ وفيه عبد الله بن صالح كاتب الليث ضعيف]

”توبہ و استغفار کی اہمیت“

قرآن کی روشنی میں

دین اسلام میں توبہ واستغفار کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ جیسا کہ درج ذیل نصوص سے ظاہر ہے باری تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر نبی مکرم علیہ الصلوۃ والسلام کو استغفار کا حکم فرمایا:

آیت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا (النصر: ٣)

پس اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح کر اور اس سے بخشش مانگ وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔

تسبیح سے مراد کیا ہے؟

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کو تسبیح کا حکم فرمایا ہے: کہ آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح بیان کریں: یہاں تسبیح سے مراد کیا ہے مفسرین کے اس بارے میں دو قول ہیں:

(اول) اس سے مراد نماز ہے۔ یہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

(الثانی) اس سے مراد معروف تسبیح ہے (جیسے سبحان اللہ وغیرہ) یہ قول مفسرین کی ایک جماعت کا ہے۔ [زاد المسیر فی علم التفسیر (۸:۳۳۵ فتح القدیر ۵: ۵۱]

زندگی کے آخری ایام میں آپؐ کے استغفار کی کیفیت

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

مَا صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً بَعْدَ اَنْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ اِلَّا يَقُوْلُ فِيْهَا سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَ بِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي

"جب نبی کریم ﷺ پر یہ (سورت) اذا جآء نصر اللہ والفتح نازل ہوئی تو اس کے بعد آپ ﷺ نے جو نماز بھی پڑھی اس میں (یہ دعا) پڑھتے اے ہمارے رب تو پاک ہے اور اپنی تعریف کے ساتھ اے اللہ تو مجھے معاف فرما [بخاری کتاب التفسیر : سورۃ اذا جآء نصر اللہ رقم الحدیث (٤٩٦٧) وایضاً کتاب الصلوۃ باب التسبیح والدعاء فی السجود]

(سیدہ) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَ سُجُوْدِهٖ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ يَتَاَوَّلُ الْقُرْآنَ

رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع وسجود میں بکثرت یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي

پاک ہے تو اے اللہ اے ہمارے رب اور اپنی تعریف کے ساتھ اے اللہ تو مجھے فرما دے آپؐ قرآن کی اسی آیت تسبیح پر عمل کرتے تھے [بخاری کتاب التفسیر سورۃ اذا جآء النصر اللہ : رقم حدیث: (٤٩٦٨) مسلم کتاب الصلوۃ باب ما یقال فی الرکوع و السجود رقم الحدیث (٤٨٤)]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بکثرت یہ دعا پڑھتے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔

پس میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں آپ کو بکثرت یہ دعا:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔

پڑھتے ہوئے دیکھتی ہوں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: کہ مجھے میرے رب نے بتلایا ہے کہ میں عنقریب اپنی امت کی ایک علامت دیکھوں گا: جب میں (اپنی امت) کی اس علامت کو دیکھوں تو بکثرت اس دعا:

{ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ }

کو پڑھوں اب میں نے (اپنی امت) کی اس علامت کو اس سورت اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ: یعنی فتح مکہ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا کے نزول پر دیکھ لیا ہے: فتح القدير: (٥١٠:٥) الكشف البيان المعروف تفسير الثعلبي (٣٢١:١٠) جامع البيان عن تأويل آي القرآن ١٥: ٤٣٣ مسند احمد ٦: ٣٥) فتح الباري شرح صحيح البخاري: ٧٥٩:٩ ابن كثير: ٥: ٧١٠) مطبوعه مكتبه قدوسيه اردو:

(سیدہ ام سلمۃ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی مکرم علیہ السلام اپنی عمر کے آخر میں کھڑے ہوتے بیٹھے، آتے، جاتے یہ دعا پڑھتے۔

{ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ }

اللہ پاک ہے اپنی تعریف کے ساتھ میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: مجھے یہ دعا پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے پھر آپ علیہ السلام نے اس سورت (اذا جآء نصر اللہ والفتح کی آخر تک تلاوت فرمائی۔ مجمع الزوائد (٩: ٢٣) السراج المنير (٨: ٤٥٥) ابن كثير ٥: ٧١٠) مطبوعه مكتبه قدوسيه اردو جامع البيان عن تأويل آي القرآن (١٥: ٤٣٦) رقم: ٢٩٥٧٩) الكشف و البيان المعروف تفسير الثعلبي۔ (٣٢١:١٠)

دوسری آیت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ﴾ (المؤمن: ٥٥)

پس (اے نبی ﷺ) تو صبر کر یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور تو اپنے گناہ کی معافی مانگتا

رہ اور صبح وشام اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتا رہ۔

گویا کہ آیت ہذا میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر علیہ السلام کو تین باتوں کا حکم فرمایا ہے۔ اولاً صبر۔ ثانیاً استغفار ثالثاً تسبیح۔ چونکہ ہمارے موضوع کے ساتھ ثانی الذکر شئی کا تعلق ہے اس لیے میں اس کے متعلق چند مفسرین کے اقوال پیش کرتا ہوں۔

(۱) آپ ﷺ کو حکم دے کر دراصل آپ ﷺ کی امت کو استغفار پر آمادہ کرنا ہے۔ تفسیر ابن کثیر: (٤: ٥٣٥) مطبوعه مكتبه قدوسيه فتح الرحمن فى تفسير القرآن (٦: ٢٣٠) البحر المديد في تفسير القرآن المجيد (٦: ٣١٥) البحر المحيط (٧: ٦٢٤) تفسير القرآن للسمعانى ٥: ٢٦) السراج المنير (٦: ٣٢) المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز ٤: ٥٦٤)

(۲) آپ ﷺ اپنے گناہ کی معافی مانگیے یعنی اپنی امت کے گناہ: اس صورت میں مضاف الیہ محذوف ہوگا۔ فتح القدير: ٤: ٤٩٧ روح البيان فى تفسير القرآن ٨: ٢١٧) الجامع لاحكام القرآن ١٥: ٢١١) تفسير النسفى المسمى مدارك التنزيل وحقائق التأويل ٢: ٤٨٢)

(۳) بعض اوقات اولیٰ اور افضل کو ترک کرنے سے جو آپ ﷺ سے فرو گزاشت ہوا۔ اس کے تدارک کیلئے اپنے رب سے بخشش مانگیے۔ تاہم یہ بات محل نظر ہے: روح البيان فى تفسير القرآن (٨: ٢١٨) البحر المحيط ٧: ٦٢٤) علامہ زمخشری نے بھی تقریباً اسی قبیل کی بات کہی ہے۔ رموز الكنوز فى تفسير الكتاب العزيز ٦: ٦٢٦) تفسير الفخر الرازى ٩: ٧٢) البحر المديد فى تفسير القرآن المجيد (٦: ٣١٤)

(۴) آپ ﷺ اپنے گناہ کے لیے بخشش طلب کیجیے: یہ درحقیقت اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف رسول اللہ ﷺ کو عبادت گزاری کا حکم ہے: تاکہ اس کے ذریعہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ آپ ﷺ کے درجات کو بلند کردے اور بعد والوں کے لیے استغفار کرنا مسنون ہو جائے [فتح القدير: ٤: ٤٩٧) الوسيط فى تفسير القرآن المجيد ٤: ١٨) روح البيان فى تفسير القرآن ٨: ٢١٧ الجامع لاحكام القرآن ١٥: ٢١١ البحر المحيط ٧: ٦٢٤) تفسير القرآن للسمعانى ٥: ٢٦)]

(۵) بعض مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ اس سے مراد صغائر گناہوں کی معافی ہے جبکہ یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام خطائے صغیرہ اور کبیرہ دونوں سے پاک ہوتے ہیں۔ [فتح القدير ٤: ٤٩٧) الوسيط فى تفسير القرآن ٤: ١٨) روح البيان فى تفسير القرآن ٨: ٢١٧ النكت والعيون تفسير

المماوردی (٥: ٣٦١) الجامع لاحکام القرآن ١٥: ٢١١) تفسیر القرآن للسمعانی ٥.٢٦)]

(٦) بعض مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں یہ بات بھی لکھی ہے کہ آپ ﷺ کو اپنے گناہ پر استغفار کا حکم یہ نبوت سے قبل کا واقعہ ہے، کیونکہ یہ آیت مکی ہے جبکہ سورۃ الفتح مدنی ہے۔ جس میں اللہ پاک نے فرمایا کہ: لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ

[البحر المحیط ٧: ٢٤٣) المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز (٣: ٥٦٤)]

تیسری آیت

شعیب علیہ السلام اپنی قوم سے مخاطب ہو کر بایں الفاظ گویا ہوئے:

وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّ دُوْدٌ (ھود: ٩٠)

اور تم اپنے رب سے بخشش مانگو پھر اس کی طرف توبہ کرو یقیناً میرا رب مہربان محبت کرنے والا ہے

امام محمد الرازی فخرالدین ابن علامہ ضیاء الدین عمر (المتوفی ٦٠٤ ھ) اس آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے بایں الفاظ رقمطراز ہیں: وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اپنے رب سے بخشش مانگو" یعنی اس وجہ سے کہ جو تم (ایک اللہ کو چھوڑ کر) بتوں کی عبادت کرتے رہے۔ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ۔ پھر اس کی طرف توبہ کرو یعنی اس وجہ سے کہ جو تم لوگوں کو مال (اصل وزن) سے کم تول کر دیتے رہے۔ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ "یقیناً میرا رب مہربان ہے۔ یعنی اپنے دوستوں پر۔ وَ دُوْدٌ محبت کرنے والا ہے شیخ ابوبکر الانباری فرماتے ہیں کہ یہ اللہ پاک کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے معنی یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں سے محبت کرنے والا ہے۔ [تفسیر الفخر الرازی (٦: ٤٠)]

اس آیت کے اگر سیاق کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کو اللہ پاک کے محبوب پیغمبر شعیب علیہ السلام اپنی قوم کو تقریر کے ذریعہ تبلیغ فرما رہے ہیں اور انھیں راہ راست پر لانے کی کوشش کر رہے ہیں جو خطبہ شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو دیا وہ چھ خصلتوں پر مشتمل ہے۔ اگر یہ ساری کی ساری خصائل کسی بندے میں جمع ہو جائیں تو وہ دارین کی سعادت مندی سے سرفراز ہو سکتا ہے ان شاء اللہ۔

سعادت دارین (دنیا و آخرت) کے حصول کے اسباب

اول: انسان اپنی بصیرت کی آنکھ کو کھول کر اپنے آپ پر عزیمت کو نافذ کرے اور معرفت الٰہی کے

ساتھ قلوب واذہان کو منور کرے اس طرح کہ وہ اپنے رب کی نازل کردہ دلیل (قرآن مجید) پر قائم (یعنی عمل پیرا) ہو جائے۔

الثانی: بغیر کسی تعب و مشقت کے اپنے لیے رزق حلال کو مہیا کرے اپنے رب کی اطاعت وفرمانبرداری پر قائم رہنے کی اس سے مدد طلب کرے اور اس کے حکم کی بجا آوری کے لیے مستعد ہو جائے۔

الثالث: اللہ تبارک وتعالیٰ کے بندوں کی اصلاح ورہنمائی کے لیے کوشش کرنا، انھیں بغیر کسی لالچ وطمع کے اللہ کی طرف بلانا، اسے جس کا حکم دیا گیا ہے بالکل نہ چھوڑے اور جس سے روک دیا گیا ہے اس کے بالکل قریب نہ جائے۔

الرابع: اللہ تبارک وتعالیٰ پر یقین کرنا۔ توفیق اور تسدید کے حصول کے لیے اسی کی طرف رجوع کرنا۔ دین ودنیا کے معاملات میں صرف اللہ ہی کی طرف رجوع کرے اور اس کے سوا کسی اور سے نہ ڈرے۔

الخامس: خود ڈرنا اور تمام لوگوں کو ڈرانا اس دین کی مخالفت سے جو جمیع رسل اللہ پاک کی طرف سے لے کر آئے۔ اطاعت الٰہی کے متعلق جس بات کا حکم دیا گیا ہے۔ اسے مضبوطی کے ساتھ تھام لینا حکم الٰہی کی مخالفت کی پاداش میں جو لوگ زمانہ ماضیہ میں ہلاک وتباہ ہو گئے ان سے عبرت پکڑنا۔

السادس: باری تعالیٰ کے سامنے توبہ اور عجز وانکساری کرنا۔ بکثرت ذکر واستغفار کرنا۔ یہ تمام اعمال رب کریم کی محبت کو حاصل کرنے کا سبب اور ذریعہ ہیں اسی خطبہ کی وجہ سے شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خطیب الانبیاء کہا جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ البحر المدید فی تفسیر القرآن المجید ۳: ۲۲۷)

صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قوم ثمود سے مخاطب ہو کر بایں الفاظ کلام کرنے لگے:

قال

فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُّجِيبٌ (ھود: ٦١)

پس تم اس سے استغفار مانگو پھر اسی کی طرف رجوع کرو یقیناً میرا رب قریب ہے قبول کرنے والا ہے۔

ابو جعفر محمد بن جریر الطبری (المتوفی ۳۱۰) اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: فَاسْتَغْفِرُوهُ "پس اس سے بخشش مانگو" یعنی تم ایسے اعمال کرو جو اس بات کا سبب بنیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تمھارے گناہوں کو چھپائیں اور یہ اس پر ایمان لانے کے ساتھ اور غیر اللہ

کو چھوڑ کر اس کے لیے عبادت کو خالص کرنے اور اس کے رسول صالح علیہ الصلوۃ والسلام کی اتباع میں ہی ممکن ہے: ''ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ پھر تم اسی کی طرف رجوع کرو'' یعنی وہ اعمال جو تمھارے رب تعالیٰ کے ہاں ناپسند ہیں انھیں چھوڑ کر ان اعمال کو اختیار کرو۔ جنھیں وہ پسند کرتا ہے اور محبوب سمجھتا ہے: اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ''یقیناً میرا رب قریب ہے قبول کرنے والا ہے۔'' یعنی یقیناً میرا رب ان لوگوں کے قریب ہے جو اس کے لیے عبادت کو خالص کرتے اور توبہ میں اس کی طرف راغب ہوتے ہیں: جب وہ انھیں پکارتے ہیں تو دعا کو قبول کرنے والا ہے۔ [جامع البیان عن تأویل آی القرآن (۸۲:۷)]

پانچویں آیت:

جب موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے باری تعالیٰ کو جو کہ معبود حقیقی ہے چھوڑ کر بچھڑے کی عبادت شروع کر دی اور اس کے ساتھ الہ حقیقی کا سا سلوک کرنے لگے یعنی شرک کی بستی میں جا گرے تو موسیٰ علیہ السلام نے انھیں اپنے خالق حقیقی کی طرف رجوع کا حکم فرمایا اور کہا کہ تم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے: اب اس گناہ کبیرہ کی معافی کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ آؤ اپنے اس پروردگار کے در پر جو اس بچھڑے کی تخلیق سے پہلے بھی تمہارا رب تھا چنانچہ فرمایا:

يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ (البقرہ: ۵۴)

اے میری قوم بیشک تم نے اپنے بچھڑے کو معبود بنانے کے ساتھ اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، تو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع کرو۔

چھٹی آیت:

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں کو توبہ واستغفار کی طرف راغب کرتے ہوئے۔ ارشاد فرماتے ہیں:

اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (المائدہ: ۷۴)

تو کیا وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف توبہ نہیں کرتے۔ اور اس سے بخشش نہیں مانگتے اور اللہ تبارک و تعالیٰ تو بخشنے والا مہربان ہے۔

الامام ابو الحسن علی بن احمد الواحدی النیسابوری (المتوفی ۴۶۸ ھ) اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ انھیں اس گناہ عظیم

سے توبہ واستغفار کا حکم دے رہے ہیں۔ (الوسیط فی تفسیر القرآن المجید ۲:۳۰۲)

الامام ابو العباس احمد بن محمد بن المهدی ابن عجیبه الحسنی اس آیت کریمہ کی تفسیر میں بایں الفاظ رقمطراز ہیں: "یہ لوگ عقائد باطلہ اور اقوال فاسدہ سے رجوع کیوں نہیں کرتے اور توحید اور توبہ واستغفار کے ذریعے اپنے (باطل عقیدہ) وحدۃ الوجود اور حلول سے باری تعالیٰ سے بخشش کیوں نہیں مانگتے اگر یہ لوگ توبہ کرلیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ انھیں معاف کردے گا اور اللہ پاک بخشنے والا مہربان ہے۔ البحر المدید فی تفسیر القرآن المجید (۲:۲۰۳)

اس آیت سے پہلی آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے نصاریٰ کے عقیدہ تثلیث کا تذکرہ فرمایا۔ ظاہر ہے کہ مالک حقیقی فقط ایک ہی ہے تین نہیں جو اس عقیدہ کا قائل ہے وہ عذاب الٰہی کا مستحق ہے۔ لیکن باری تعالیٰ نے ان کے ساتھ نرمی، لطف وکرم کا اظہار فرمایا اور انھیں توبہ اور طلب مغفرت کی ترغیب دلائی اور ساتھ ہی اپنا منصب عظیم غفور رحیم بھی بیان فرمادیا معنی یہ ہے کہ اگر وہ شرک سے توبہ کرکے بارگاہ خداوندی میں معافی مانگ لیں تو اللہ پاک معاف فرمادیں گے اور ان پر اپنی رحمت کی بارش بھی برسائیں گے۔

"توبہ و استغفار کی اهمیت"

فرامین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں

دین میں توبہ واستغفار کا کیا مقام ہے درج ذیل امور سے اس کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

امام الانبیاء ﷺ کا دن میں سو یا ستر مرتبہ استغفار کرنا:

رسول اللہ ﷺ دن میں سو یا ستر مرتبہ استغفار کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ درج ذیل احادیث سے ظاہر ہے (سیدنا) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:

اِنِّي لَاَ سْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ مِئَةَ مَرَّةٍ

بیشک میں دن میں سو مرتبہ اللہ سے استغفار کرتا ہوں اور اس کے آگے توبہ کرتا ہوں۔

ایک دوسری روایت میں ستر مرتبہ کا ذکر بھی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنِّي لَاَ سْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً

میں دن میں ستر مرتبہ اللہ سے استغفار کرتا ہوں اور اس کے آگے توبہ کرتا ہوں ۔[بخاری کتاب الدعوات باب استغفار النبی صلی اللہ علیہ وسلم رقم الحدیث:۲۳۰۷) ابن ماجہ: کتاب الزھد: باب الاستغفار رقم الحدیث (۳۸۸۳) و (۳۸۸٤) و قال ابو صیری بعد ذکر حدیث رقم :۳۸۸۳) ھذا اسناد صحیح رجالہ ثقات رواہ ابن حبان فی (صحیحہ) من طریق ابن شھاب عن ابی سلمۃ و رواہ اصحاب السنن من حدیث ابن عمر وایضاً قال بعد ذکر حدیث رقم (۳۸۸٤) رواہ النسائی فی عمل الیوم واللیلۃ عن ابراھیم بن یعقوب عن ابی نعیم عن مغیرۃ بہ ورواہ ابو بکر بن ابی شیبۃ فی (مسندہ) عن الفضل بن دکین عن المغیرۃ بالاسناد والمتن]

ہر گناہ کے بعد استغفار کی تاکید:

ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور بار بار ارتکاب گناہ کی شکایت کی نبی مکرم علیہ السلام نے اسے ہر مرتبہ استغفار کا حکم فرمایا: (سیدنا) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے رسول علیہ السلام!

إِنِّي أَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَذْنَبْتَ فَاسْتَغْفِرْ رَبَّكَ قَالَ فَإِنِّي أَسْتَغْفِرُ ثُمَّ أَعُوْدُ فَأُذْنِبُ قَالَ فَإِذَا أَذْنَبْتَ فَعُدْ فَاسْتَغْفِرْ رَبَّكَ قَالَ فَإِنِّي أَسْتَغْفِرُ ثُمَّ أَعُوْدُ فَأُذْنِبُ قَالَ فَإِذَا أَذْنَبْتَ فَعُدْ فَاسْتَغْفِرْ رَبَّكَ فَقَالَهَا فِي الرَّابِعَةِ فَقَالَ اذَا أَذْنَبْتَ فَاسْتَغْفِرْ رَبَّكَ حَتّٰى يَكُوْنَ الشَّيْطَانُ هُوَ الْمَحْسُوْرُ۔

میں نے گناہ کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تو گناہ کرے تو اپنے رب سے بخشش مانگ وہ کہنے لگا میں بخشش مانگتا ہوں لیکن پھر گناہ کرنے لگتا ہوں آپ علیہ السلام نے فرمایا جب تو دوبارہ گناہ کرے (یعنی بخشش مانگنے کے بعد) تو اپنے رب سے بخشش مانگ وہ کہنے لگا میں بخشش مانگتا ہوں لیکن پھر دوبارہ گناہ کرتا ہوں آپ علیہ السلام نے فرمایا جب تو (بخشش مانگنے کے بعد) دوبارہ گناہ کرے تو پھر اپنے رب سے بخشش مانگ اس نے یہی جملہ چوتھی مرتبہ بھی کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو گناہ کرے تو اپنے رب سے بخشش مانگتا رہ یہاں تک کہ شیطان ناکام ہو جائے۔ مجمع الزوائد کتاب التوبۃ: باب ماجآء فیمن استغفر و یتوب کلما اذنب رقم الحدیث (۱۷۵۳۲) مسند البزار رقم الحدیث (۳۲٤۹)

اس فرمان نبوی ﷺ سے اہمیت توبہ واستغفار کو بہت زیادہ تقویت ملتی ہے۔صحابی نے جب بھی اپنی خطا کاری کا ذکر کیا آقا علیہ السلام نے اسے اپنے رب سے بخشش مانگنے کا حکم فرمایا: اور پھر اس بات کی بھی وضاحت فرمادی کہ باری تعالیٰ سے اتنا استغفار کر کہ شیطان ناکام ہوجائے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیاری حدیث میں ہماری تربیت کا بہت سارا سامان موجود ہے۔ہمیں بھی چاہیے کہ اپنے خالق حقیقی سے اپنی خطاؤں کی ہر وقت معافی مانگتے رہیں تاکہ نامہ اعمال بھی سیاہ کاریوں سے دھل جائے اور ابدی دشمن ابلیس بھی ذلیل ورسوا ہوجائے۔

(سیدنا) زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اَحَبَّ اَنْ تَسُرَّهُ صَحِيْفَتُهُ فَلْيُكْثِرْ فِيْهَا مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ:

جو آدمی اس بات کو پسند کرے کہ اس کا نامۂ اعمال اسے اچھا لگے تو پھر چاہیے کہ کثرت کے ساتھ استغفار کرے۔ مجمع الزوائد کتاب التوبة باب الاكثار من الاستغفار رقم الحديث (١٧٥٧٩) وقال الهيثمي بعد ذكر هذا الحديث: رواه الطبراني في الاوسط رقم الحديث ٨٤٣) و رجاله ثقات وقال الطبراني بعد ذكر هذا الحديث لا يروى هذا الحديث عن الزبير الابهذا الاسناد تفرد به عتيق بن يعقوب و عتيق صح حفظ المؤطا في حياة مالك:

عبادت الٰہیة میں استغفار کا اہتمام

ہمارے پیارے آقا علیہ السلام جب اپنے خالق کی عبادت کرتے تو اس میں استغفار کا اہتمام بھی فرماتے یقیناً نماز ایک ایسی عبادت ہے۔جو تمام عبادات سے افضل واعلیٰ ہے۔اس میں نبی مکرم علیہ السلام استغفار کا اہتمام فرماتے۔جس طرح نماز ایک عظیم اور عالی المرتبہ عبادت ہے تو اس سے استغفار کی اہمیت وعظمت پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

(ا) نبی کریم ﷺ نماز میں جب رکوع کیا کرتے اور سجدہ کرتے تو اپنے خالق سے معافی مانگتے (سیدہ) عائشہ رضی اللہ عنھا بیان کرتی ہیں کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ فِي رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ يَتَاَوَّلَ الْقُرْاٰنَ

رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع وسجود میں بکثرت یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي

(تو پاک ہے اے اللہ ہمارے رب اپنی تعریف کے ساتھ اے اللہ تو مجھے معاف فرما)

آپ ﷺ قرآن کی اسی آیت (فسبح بحمد ربك) پر عمل کرتے تھے۔

[بخاری کتاب التفسیر: سورة اذا جآء نصر الله رقم الحدیث: (٤٩٦٨) مسلم کتاب الصلوة باب مایقال فی الرکوع والسجود رقم الحدیث (٤٨٤)]

(۲) عفیفہ کائنات ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ابو جان پیارے پیغمبر علیہ السلام کے جلیل القدر صحابی (سیدنا) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پیارے آقا علیہ السلام سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے کوئی دعا سکھلایئے۔ نماز میں پڑھنے کے لیے آقا علیہ السلام نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جو دعا سکھائی اس میں اپنے رب کے سامنے غایت درجہ عجز وانکساری کرنا اپنے رب کی عظمت کا اعتراف اور خالق سے معافی مانگنے کا درس ملتا ہے۔ میرے پیارے بھائیو آؤ، حدیث رسول ﷺ کو بھی پڑھو: اور اس سے حاصل ہونے والے دروس اور نصیحتوں کو اپنی عملی زندگی میں اپناؤ۔ (سیدنا) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی مکرم علیہ السلام سے کہا (اے اللہ کے نبی ﷺ) مجھے ایک ایسی دعا سکھلایئے جسے میں اپنی نماز میں پڑھا کروں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: (اے پیارے صدیق) تو پڑھ:

اَللّٰهُمَّ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيْراً وَّلاَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

اے اللہ یقیناً میں نے اپنے نفس پر بہت زیادہ ظلم کیا ہے: اور گناہوں کو تیرے سوا کوئی بھی معاف نہیں کرسکتا۔ بس تو مجھے معاف فرما ایسی معافی جو تیری طرف سے ہو اور تو مجھ پر رحم فرما: یقیناً تو بخشنے والا رحم کرنے والا ہے: بخاری: کتاب الدعوات باب الدعاء فی الصلوة رقم الحدیث (٦٣٢٦)

امام شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد الشافعی القسطلانی، (المتوفی ٩٢٣ھ) اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''یہ دعا تمام دعاؤں میں سے بہترین دعا ہے خاص طور پر ترتیب کے اعتبار سے: کیونکہ اس میں سب سے پہلے آدمی یہ کہتے ہوئے

(اللھم اے اللہ) اپنے رب کو پکارتا ہے اور اس سے مدد مانگتا ہے پھر یہ کہتے ہوئے (ظلمت نفسی میں نے اپنی جان پر ظلم کیا)) اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہے: پھر انک انت الغفور الرحیم یقیناً تو ہی معاف کرنے والا مہربان ہے)) کہہ کر اللہ پاک کے اکیلے ہونے کا اعتراف کرتا ہے باوجود اس کے کہ اللہ پاک کا اکیلا ہونا کسی پر مخفی نہیں ہے لیکن یہ بات تاکید مزید پر مشتمل ہے۔

[ارشاد الساری شرح صحیح البخاری (۱۳: ۳۳۱)]

(۳) نبی مکرم علیہ الصلوۃ والسلام جب نماز تہجد کے لیے بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے (سیدنا) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم علیہ الصلوۃ والسلام جب رات کو تہجد کے لیے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ، وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ مَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُکَ حَقٌّ وَقَوْلُکَ حَقٌّ وَلِقَآءُ کَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ وَالنَّبِیُّوْنَ حَقٌّ وَ مُحَمَّدٌ حَقٌّ اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَبِکَ آمَنْتُ وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ وَبِکَ خَاصَمْتُ وَاِلَیْکَ حَاکَمْتُ فَاغْفِرْلِیْ مَاقَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَوْلَا اِلٰهَ غَیْرُکَ

اے اللہ تیرے ہی لیے ساری تعریفیں ہیں تو آسمانوں اور زمین کا نور ہے اور جو کچھ ان میں موجود ہے اور تیرے ہی لیے ساری تعریفیں ہیں تو آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے انھیں قائم رکھنے والا ہے اور تیرے ہی لیے ساری تعریفیں تو بھی سچا ہے اور تیرا وعدہ بھی سچا ہے۔ تیری بات بھی حق ہے اور تیری ملاقات بھی حق ہے جنت اور جہنم دونوں کا (وجود) برحق ہے قیامت کا وقوع بھی حق ہے تمام نبی بھی سچے اور محمد ﷺ بھی سچے ہیں اے اللہ تیرے لیے ہی میں مطیع وفرمانبردار ہوا اور تجھ ہی پر میں نے توکل کیا تیرے ساتھ ہی ایمان لایا اور تیری ہی طرف رجوع کیا اور تیرے لیے ہی (کسی سے) جھگڑا کیا اور تیرے پاس ہی میں فیصلہ لے کر آیا پس تو معاف فرما دے میرے لیے جو کچھ میں نے آگے بھیجا اور جو کچھ پیچھے چھوڑا۔ جو کچھ میں نے چھپ کر کیا اور جو کچھ میں نے اعلانیہ طور پر کیا تو ہی مقدم ہے اور تو ہی

مؤخر ہے نہیں کوئی معبود مگر تو ہی یا (راوی کو شک ہے) تیرے سوا کوئی الہ نہیں۔

[بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء اذا انتبه بالليل رقم الحديث (٦٣١٧)]

درج ذیل دعا کے الفاظ پر غور کریں کہ کس طرح آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے اللہ کی تعریف کی پھر اسلام کے عقائد عظیمہ کا اثبات کیا اپنے خالق حقیقی کے سامنے عجز وانکساری کا اظہار کیا پھر آخر میں اپنے لیے معافی کی درخواست کی۔ واقعی اللہ پاک سے مانگنے کا یہی طریقہ ہے کہ آدمی اپنے رب کی خوب سے خوب تر تعریفیں کرے۔ اس کے سامنے غایت درجہ عجز وانکساری کا اظہار کرے اور اپنی مطلوبہ حاجت کو اس کے سامنے رکھے یقیناً ایسی دعا بارگاہ الہی میں ضرور درجہ قبولیت حاصل کرتی ہے جس طرح اس حدیث سے اہمیت واستغفار پر روشنی پڑتی ہے۔ اس طرح اس دعا سے آداب الدعاء کا بھی ایک بہترین درس ملتا ہے:

جسے اپنے رب سے مانگنے کا سلیقہ آ جائے تو اللہ اسے دیتا بھی ضرور ہے۔

نماز کے اختتام پر استغفار کا اہتمام

اسلامی عبادات میں نماز کو کیا اہمیت حاصل ہے کسی بھی مردمومن سے مخفی نہیں ہے ایسی عظیم عبادت کے اہتمام پر نبی مکرم ﷺ توبہ واستغفار جیسے عظیم عمل کا اہتمام فرماتے۔ وہ ادعیہ ماثورہ جنہیں آقا علیہ السلام نماز سے فراغت پر پڑھا کرتے تھے، ان میں سے چند کا یہاں ذکر کرتا ہوں ان مسنون دعاؤں میں جہاں دیگر اعمال حسنہ بجالانے کی ترغیب ہے اللہ سے توبہ واستغفار کرنے کا بھی درس ملتا ہے۔



ایک انصاری صحابی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد سو بار پڑھتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْر

اے اللہ، مجھے معاف فرما میری توبہ قبول فرما۔ یقیناً تو توبہ قبول کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

[مصنف ابن ابی شیبه (١٠: ٢٣٤) رقم الحديث (٢٩٧٥٤)]

[redacted]

سیدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَ یَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ

"اے اللہ میرے گناہ معاف فرما میرے معاملات میں آسانی فرما، اور میرے رزق میں برکت دے۔ [مصنف ابن ابی شیبہ (۱۰: ۲۲۸) و سندہ صحیح]

[redacted]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے یا نماز ادا فرماتے تو چند (دعائیہ) کلمات پڑھتے تھے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کلمات کے بارے پوچھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر بات کرنے والا خیر و بھلائی اور نیکی کی بات کرے گا تو اس بات پر قیامت تک کے لیے مہر ثبت کر دی جائے گی اگر اس کے علاوہ کوئی بات کرے گا، تو یہ دعا اس کے لئے باعث کفارہ ہوگی، وہ دعا یہ ہے:

سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْكَ

اے اللہ تو پاک ہے تیری ہی تعریف ہے، تیرے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں، میں تجھ سے معافی کا سوال کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں [مسند احمد ٦: ٧٧) شعب الایمان للبیهقی (٦٢) نسائی کتاب السهو باب: نوع آخر من الذکر بعد التسلیم رقم الحدیث (١٣٤٤) سندہ صحیح]

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بوقت وفات استغفار کی استدعا کرنا

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک استغفار کی کیا اہمیت تھی اس کا اندازہ آپ اس واقعہ سے لگا سکتے ہیں۔ صحابی رسول اپنی وفات کے وقت اہل خانہ سے یہ استدعا کر رہے ہیں کہ جب وہ فوت ہو جائے تو آقا علیہ السلام سے اس کے لیے استغفار کروایا جائے (سیدنا) ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم علیہ السلام نے (وضو) کے لیے پانی منگوایا اور وضو کیا پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور یوں دعا کرنے لگے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِعُبَیْدٍ اَبِیْ عَامِرٍ وَرَاَیْتُ بَیَاضَ اِبْطَیْهِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ یَوْمَ

اَلْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيْرٍ مِّنْ خَلْقِهٖ مِنَ النَّاسِ

اے اللہ عبید ابو عامر کو معاف فرما دے اور میں نے آپ علیہ السلام کی بغلوں کی سفیدی دیکھی پھر آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اے اللہ اسے (عبید ابو عامر) اپنی مخلوق کے اکثر لوگوں پر فوقیت عطا فرمادے۔[بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء عند الوضوء رقم الحدیث (٦٣٨٣)]

(سیدنا) عبید ابو عامر رضی اللہ عنہ کو جب تیر لگا تیر نکال دیا اور اپنے بھتیجے کو کہا کہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام کو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ میرے لیے استغفار کریں پھر وہ فوت ہو گئے نبی مکرم علیہ السلام کو جب یہ بات پہنچی تو آپ علیہ السلام نے اس کے لیے زبان نبوت سے دعا فرمائی۔

مجالس میں کثرت استغفار کا اہتمام

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں سو سو مرتبہ اللہ پاک سے بخشش مانگتے (سیدنا) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی مکرم علیہ السلام کو مجلس سے کھڑے ہونے سے پہلے سو مرتبہ یہ دعا پڑھتے سنا۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِی لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ

میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں وہ ذات کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہ وہی زندہ اور ہمیشہ رہنے والا ہے اور میں اسی کی طرف توبہ کرتا ہوں۔[سنن نسائی بحوالہ فتح الباری شرح صحیح بخاری کتاب الدعوات باب استغفار النبی فی الیوم و اللیلۃ رقم الحدیث (٦٣٧) ١٢/ ٣٧٩]

قضائے حاجت سے فراغت پر استغفار کا اہتمام

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت سے فراغت کے بعد بیت الخلاء سے نکلتے تو بھی اللہ پاک سے بخشش مانگتے جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے ام المومنین (سیدہ) عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے خارج ہوتے تو کہتے۔غُفْرَانَكَ اے باری تعالیٰ تیری بخشش مطلوب ہے۔

[سنن ابی داؤد کتاب الطھارۃ باب ما یقول الرجل اذا خرج من الخلاء رقم الحدیث (٣٠) ترمذی (٧) ابن ماجہ (٣٠٠) ارواء الغلیل : ٥٢]

اس حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے استغفار کی اہمیت پر بڑی روشنی پڑتی ہے ظاہراً غور کیا جائے تو دعا اور

محل دعا میں کوئی موافقت نظر نہیں آتی لیکن حقیقت میں ان کے درمیان ایک گہرا تعلق ہے۔ وہ اس طرح کہ مومن سے جب کوئی خطا سرزد ہو جائے تو روحانی طور پر اس کی طبیعت میں انقباض اور ثقل سا پیدا ہو جاتا ہے یعنی اس میں بے اطمینانی و بے سکونی پیدا ہو جاتی ہے۔ بعینہ یہی حالت ہر انسان کی اس وقت ہوتی ہے جب اسے بول و براز کی حاجت لاحق ہو، یعنی اس کی طبیعت میں انقباض و ثقل پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنے جسم سے اس بوجھ کو کم کرنے کے لیے بیت الخلاء کا رخ کرتا ہے۔

آقا علیہ السلام قضائے حاجت سے فراغت کے بعد باری تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے اس سے مقصود یہ ہوتا کہ اللہ جس طرح تو نے میرے معدہ سے بول و براز کے اخراج کے ذریعہ سے میرے جسم کو راحت اور اطمینان عطا کیا اور طبیعت سے انقباض و ثقل کو دور کیا ہے۔ اسی طرح میرے گناہوں کی معافی کے ذریعہ سے میری روح کو راحت و اطمینان عطا فرما اور اس سے ثقل و انقباض کو دور فرما دے۔

''ایک اشکال اور اس کا ازالہ''

نبی مکرم علیہ السلام بیت الخلاء سے فراغت کے بعد اللہ سے بخشش مانگتے جبکہ بخشش ارتکاب گناہ پر مانگی جاتی ہے اور انبیاء معصوم ہوتے ہیں تقریباً اسی قبیل کی آیات قرآن مجید میں بھی موجود ہیں: مثلاً

وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

اس بارے ص/ 6,5 پر بحث موجود ہے اس لیے تکرار الشیٔ سے اجتناب ہی میں عافیت ہے: تفصیل کا طالب ماقبل رجوع کرے۔

تدفین میت سے فراغت پر استغفار کا اہتمام

استغفار کی اہمیت اور مقام کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب تدفین میت سے فارغ ہوتے تو اس کے لیے بخشش کی دعا مانگتے بلکہ اپنے اصحاب کو بھی حکم فرماتے (سیدنا) عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کی تدفین سے فارغ ہوتے تو اس پر ٹھہرتے اور فرماتے

اِسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ وَسَلُوْا لَهُ التَّثْبِيْتَ فَاِنَّهُ الْآنَ يُسْاَلُ

اپنے بھائی کے لیے بخشش طلب کرو اور اس کے لیے ثابت قدمی کا سوال کرو یقیناً اس سے اب سوال کیا جا رہا ہے۔[ابو داؤد کتاب الجنائز باب الاستغفار عند القبر للمیت رقم الحدیث (۳۲۲۱) مستدرک حاکم ۱: ۳۷۰) بیہقی ٤:٥٦)]

دوسری روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی مکرم علیہ الصلوۃ والسلام جب قبرستان تشریف لے جاتے تو اس وقت بھی اہل قبور کے لیے سلامتی اور بخشش کی دعا کا اہتمام فرماتے: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ إِلٰى الْبَقِيْعِ فَيَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ وَ اَتَاكُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰه لَكُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ الْبَقِيْعِ الْغَرْقَدِ

جس رات رسول اللہ ﷺ کے پاس ان کی باری ہوتی تو آپ ﷺ رات کے آخری حصے بقیع قبرستان کی طرف نکلتے اور یہ دعا پڑھتے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ وَ اَتَاكُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰه لَكُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ الْبَقِيْعِ الْغَرْقَدِ

اے گھروں والو مومن لوگو تم پر سلامتی ہو اور کل جلد ہی جس کا تم وعدہ دیے جاتے تھے، تمھیں مل جائے گا اور بے شک اگر اللہ نے چاہا تو ہم بھی تمھارے ساتھ ملنے والے ہیں۔ اے اللہ اہل بقیع کو معاف فرما دے۔[مسلم کتاب الجنائز باب ما یقال عند دخول القبور والدعاء لا هلها رقم الحديث: ٩٧٤) شرح السنه للبغوی رقم: ١٥٥٦)]

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

ذُكِرَ حَدِيْثُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِيْ خُرُوْجِ النَّبِيِّ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى الْقُبُوْرِ وَسَلَامُهُ، عَلَيْهِمْ فِيْهِ جَوَازُ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ لِلاعْتِبَارِ وَالدُّعَاءِ لَهُمْ وَ جَوَازُ التَّرَحُّمِ عَلَى اَهْلِ الْقُبُوْرِ وَالْاِسْتِغْفَارِ لَهُمْ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ذکر کردہ حدیث کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان گئے اور ان کے

لیے سلامتی کی دعا کی اس حدیث میں نصیحت حاصل کرنے اور مردوں کے لیے دعا کرنے کے لیے زیارت قبور کا جواز ہے اور اسی طرح اہل قبور کے لیے دعائے رحمت اور بخشش کرنے کا بھی جواز ہے۔
[اکمال المعلم بفوائد مسلم (٣/ ٤٤٧)]

”ہمارا اللہ تَوّاب ہے“

اللہ جل شانہ کے تواب ہونے کا معنی یہ ہے کہ انسان جب بھی خالق کائنات کے سامنے اپنے دست سوال کو پھیلائے اس سے بخشش مانگے اس کے آگے عجز وانکساری کرے تو ضرور بالضرور اللہ پاک اپنے اس بندے کی توبہ کو شرف قبولیت بخشتے ہیں۔

تواب کسے کہتے ہیں؟

امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ بایں الفاظ رقمطراز ہیں

اَلتَّوَّابُ اَلَّذِیْ یَعُوْدُ اِلَی الْقَبُوْلِ کُلَّمَا عَادَ الْعَبْدُ اِلَی الذَّنْبِ وَ تَابَ

تواب وہ ذات ہے کہ جب بھی بندہ گناہ کرکے اس کے آگے توبہ کرے تو وہ اسے شرف قبولیت سے نوازے۔[فتح الباری (١٣: ٣٨٣)]

اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفات میں سے ہے کہ وہ اپنے بندوں کو بخشتا اور ان کی توبہ قبول کرتا ہے جیسا کہ درج ذیل آیات اور احادیث اسی بات کی عکاسی کرتی ہیں:

[redacted]

اللہ تبارک وتعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام تکمیل کعبہ کی تعمیر سے فراغت کے بعد اپنے رب سے بایں الفاظ دعا گو ہوئے:

وَ تُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (البقرۃ: ١٢٨)

اور تو ہماری توبہ قبول فرما یقیناً تو ہی توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔

ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ابراہیم اور اسماعیل علیہما الصلوۃ والسلام کا کہنا (وَ تُبْ عَلَیْنَا)اور تو ہماری توبہ قبول

فرما: اس کا کیا معنی ہے۔ علماء نے اختلاف کیا ہے کیونکہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام معصوم ہوتے ہیں۔ ایک جماعت کا کہنا ہے کہ (یہاں توبہ سے مراد) ثابت قدمی اور دوام طلب کرنا مقصود ہے۔ نہ اس لیے کہ ان کے گناہ تھے، میں (ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی) کہتا ہوں کہ یہ معنی بھی درست ہے لیکن اس سے بہتر معنی وہ یہ ہے جب ابراہیم اور اسماعیل علیہما الصلوۃ والسلام نے مناسک حج کو معلوم کر لیا اور بیت اللہ بھی تعمیر کر دیا تو ارادہ کیا کہ لوگوں کے لیے وضاحت کر دیں اور انھیں معلوم کروا دیں کہ یہ مقام ازالہ ذنوب اور طلبیت توبہ کا مقام ہے۔ [الجامع لاحکام القرآن ۲: ۸۹) المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز (۱: ۲۱۱)]

الامام الشیخ الخطیب شربینی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر ان الفاظ کے ساتھ کرتے ہیں (ابراہیم اور اسماعیل علیہما الصلوۃ والسلام) نے اپنے اللہ سے توبہ کا سوال کیا باوجود اس کے کہ وہ دونوں پیغمبر معصوم عن الذنوب تھے فقط کسر نفسی کے لیے اور اپنی اولاد کی رہنمائی کرنے کے لیے (کہ وہ بھی باری تعالیٰ سے توبہ کیا کریں) [السراج المنیر (۱: ۱٤۸)]

امام ابو اسحاق احمد المعروف بالامام الثعلبی بایں الفاظ تفسیر بیان کرتے ہیں (وَ تُبْ عَلَيْنَا اور تو ہماری توبہ قبول فرما) یعنی ہم سے درگزر فرما اور ہم پر شفقت و رحمت کے ساتھ رجوع فرما (اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ یقیناً تو ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے) یعنی درگزر کرنے والا اور اپنے بندوں پر رحمت کے ساتھ رجوع فرمانے والا۔

[الکشف والبیان المعروف تفسیر الثعلبی (۱: ۲۷٦)]

[redacted]

آدم علیہ الصلوۃ والسلام خروج جنت کے بعد اپنے خالق حقیقی سے دعا گو ہونے لگے۔ لیکن کیسے باری تعالیٰ سے چند کلمات سیکھے ان کے اس واقعہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی پاک کلام میں بایں الفاظ بیان کیا ہے فرمان باری تعالیٰ ہے:

فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (البقرۃ: ۳۷)

پس آدم علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھے پس اس نے اس کی توبہ قبول فرما

لی یقیناً وہ توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔

وہ کونسے کلمات تھے جو آدم علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے رب سے سیکھے اور پھر ان کے ذریعہ سے اپنے خالق سے دعا کی گو کہ مفسرین نے اس کے بارے مختلف اقوال بیان کیے ہیں جنھیں مطولات میں دیکھا جا سکتا ہے۔ بعض لوگوں نے تو اس کی تفسیر میں ایسی باتیں لکھیں کہ جن کی وجہ سے شرک کا چور دروازہ کھلتا ہے وہ کون لوگ ہیں ہمیں ان کا علم ہے چونکہ وہ ہمارا موضوع بحث نہیں اس لیے ہم ان کی طرف التفات مناسب نہیں سمجھتے۔ سب سے بہترین بات جو اس آیت کی تفسیر میں کی گئی ہے وہ بات خود نص قرآنی سے ثابت ہے اس لیے رجوع الی الشی الآخر درست نہیں ہے۔ دوسرے مقام پر آدم علیہ الصلوۃ والسلام کے دعائیہ کلمات کو باری تعالیٰ نے بایں الفاظ بیان فرمایا ہے:

﴿ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴾

ان دونوں نے کہا اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ضرور ضرور ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ (الاعراف: ۲۳)

چھٹی آیت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَ يَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ يَتُوْبَ عَلَيْكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (النساء: ۲۶)

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ (اپنی آیتیں) تم سے کھول کھول کر بیان فرمائے اور تم کو اگلے لوگوں کے طریقے بتائے اور تمھاری توبہ قبول فرمائے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔

یہ آیت کریمہ بھی اللہ پاک کے تواب ہونے کی بین دلیل ہے۔

[illegible]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (النساء: ۱۶)

یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔

پانچویں آیت

ایک دوسرے مقام پر بایں الفاظ ارشاد فرمایا:

﴿ وَ يُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ وَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴾

اور (اللہ تعالیٰ) ان کے دلوں سے غصہ دور کرے گا اور جس کی چاہے گا توبہ قبول کرے گا اور اللہ تبارک وتعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔(التوبہ:۱۵)

یہ آیت کریمہ باری تعالیٰ کی صفت تواب کو بیان کر رہی ہے اور اسی طرح مابعد آیات بھی۔

چھٹی آیت

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (التوبہ: ۲۷)

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے بعد جس پر چاہے توبہ قبول فرمائے۔اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

ساتویں آیت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ (حجرات : ۱۲)

یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔

آٹھویں آیت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (التوبہ : ۱۰۴)

کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ خدا ہی اپنے بندوں سے توبہ قبول فرماتا ہے۔اور صدقات لیتا ہے۔اور بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

[redacted]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

حٰمٓ تَنْزِيْلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ غَافِرِ الذَّنْبِ وَ قَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ (مومن: ۱ تا ۳)

حٰم اس کتاب کا نازل فرمانا اس اللہ کی طرف سے ہے جو غالب اور دانا ہے گناہ کو بخشنے والا، توبہ قبول فرمانے والا، سخت عذاب والا، انعام وقدرت والا جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ اسی کی طرف واپس لوٹنا ہے۔

(سیدنا) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ایک شخص آ کر مسئلہ پوچھتا ہے کہ میں نے کسی کو قتل کر دیا ہے کہ میری توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ آپ نے شروع سورت کی دو آیتیں تلاوت فرمائیں اور فرمایا ناامید نہ ہو اور نیک عمل کیے جا[ابن کثیر (٤: ٥١٠)] ان تینوں آیات میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی متعدد صفات مذکور ہیں: ان میں سے ایک صفت قابل التوب یعنی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرنا بھی ہے گو کہ مذکورہ بالا آیات سے کئی ایک فوائد حاصل ہو رہے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان آیات سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفت تواب پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ تاہم یاد رہے کہ جس طرح قرآنی آیات اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفت تواب پر دلالت کرتی ہیں بعینہ اسی طرح فرامین رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کی طرف رہنمائی کرتے ہیں (سیدنا) عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

{ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ مَالَمْ يُغَرْغِرْ }

یقیناً اللہ عزوجل بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے گلے میں دم اٹکنے تک ۔[ابن ماجه كتاب الزهد، باب ذكر التوبة رقم الحديث (٤٢٢٩) قال البوصيري هذا اسناد ضعيف لتدليس الوليد و مكحول. الدمشقي وايضاً اخرجه الترمذي في الدعوات عن ابراهيم بن يعقوب عن علي بن عباس و عن محمد بن بشار بن ابي عامر العقدي كلا هما عن عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان عن ابيه عن مكحول عن جبير بن نفير عن عبد الله بن عمر بن الخطاب و كذا رواه ابن حبان في صحيحه والحاكم في المستدرك من طريق ابن ثوبان به قال المزي و قع عند ابن ماجه عبد الله بن عمرو وهو و هم والصواب عن عبد الله بن عمر ابن الخطاب]

یہ حدیث بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفت تواب پر دلالت کرتی ہے یعنی فرشتہ موت کی آمد سے قبل انسان کسی بھی وقت اپنے رب سے توبہ واستغفار کرلے بشرطیکہ صدق دل سے ہو تو یقیناً آدمی اللہ پاک کو تواب ہی پائے گا۔

''توبہ و استغفار اہل ایمان کی صفت''

توبہ واستغفار ایسا عظیم عمل ہے کہ اس کے قائل و فاعل اللہ کے انبیاء و ملائکہ اور صلحاء لوگ ہیں ایک پیغمبر جب کسی کام کو کرتا ہے اور لوگوں کو کرنے کا حکم دیتا ہے تو یقیناً وہ عمل فوائد وثمرات کثیرہ سے خالی نہیں بلکہ مملوء ہوتا ہے۔

[illegible]

یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو جب اپنی غلطی کا احساس ہوا جو انھوں نے یوسف علیہ السلام کو کنویں میں پھینکنے کے بارے میں کی تھی تو اپنے باپ یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے اور اپنے لیے استغفار کی درخواست کرنے لگے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس واقعہ کو اپنی پیاری کلام میں بایں الفاظ بیان فرمایا ہے:

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ‎ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (یوسف: ۹۷،۹۸)

اے ابا جان ہمارے لیے ہمارے گناہوں کی بخشش مانگیے یقیناً ہم خطا کار ہیں اس (یعقوب علیہ السلام) نے کہا عنقریب میں تمھارے لیے اپنے رب سے بخشش مانگوں گا، بے شک وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے باپ یعقوب علیہ السلام سے اپنے لیے استغفار کرنے کی درخواست کیوں کی ابو الحسن علی بن محمد بن حبیبا الماوردی البصری (المتوفی ٤٥٠) اس بارے لکھتے ہیں، اس لیے کہ انھیں اپنے باپ کی نبوت کا کامل یقین ہو چکا تھا اور اپنے باپ کی دعا کی قبولیت کا بھی پختہ یقین ہوگیا تھا۔[النکت والعیون تفسیر الماوردی (٧٩:٤)]

امام برهان الدین ابی الحسن ابراهیم بن عمر البقاعی، (المتوفی ٨٨٥) اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: جب انھوں (یعنی یوسف علیہ السلام کے بھائیوں) نے

اپنے باپ سے اپنے گناہوں کا استغفار کرنے کا سوال کیا تو سوال کی علت بھی بیان فرمائی کہ (ہمیں) اپنے گناہوں کا اعتراف ہے کیونکہ اعتراف گناہ توبہ کی شرط ہے۔ جیسا کہ نبی مکرم علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: بے شک بندہ جب اپنے گناہ کا اعتراف کرنے کے بعد توبہ کرتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتے ہیں۔ پس انھوں نے اپنی توبہ میں اخلاص کو ثابت کرنے کے لیے تاکیداً کہا۔ اِنَّا كُنَّا خٰطِئِيْنَ بے شک ہم گنہگار ہیں۔ یعنی گناہ کا اقرار کرتے ہوئے جس کا ارتکاب ہم نے یوسف علیہ السلام کے معاملہ میں کیا۔ پھر اس کے بعد یعقوب علیہ السلام کا جواب نقل کیا، [نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور (٤: ٩٧)]

امام محمد الرازی فخر الدین بن العلامہ ضیاء الدین عمر (المتوفی ٦٠٤ھ) اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں "کلام کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ (یعقوب) علیہ السلام نے ان کے لیے اس وقت استغفار نہیں کیا۔ بلکہ ان سے وعدہ فرمایا کہ بعد میں ان کے لیے آپ علیہ السلام استغفار کریں گے۔

مفسرین کے اقوال

مفسرین حضرات نے اس کے معنی کی تعبیر میں متعدد صورتوں پر اختلاف کیا ہے ((جن میں سے چند درج ذیل ہیں))

اول، (سیدنا) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور ان کے علاوہ اکثر مفسرین کا کہنا ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے ارادہ فرمایا کہ ان کے لیے (اپنے بیٹوں) سحری کے وقت میں استغفار فرمائیں گے، کیونکہ یہ وقت تمام اوقات میں سے رجاء قبولیت کے لیے موافق ترین وقت ہے۔

الثانی، (سیدنا) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک دوسری روایت میں یہ قول بھی مروی ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے جمعہ کی رات تک استغفار کو مؤخر کیا۔ کیونکہ لیلۃ الجمعہ بھی قبولیت کے لیے موافق ترین رات ہے۔ [البحر المدید فی تفسیر القرآن المجید ٥: ٤٤٥) جامع البیان عن تأویل آی القرآن (٨: ٨٥) فتح القدیر (٣: ٥٥) الکشف و البیان المسمی تفسیر الثعلبی (٥: ٢٥٧) الوسیط فی تفسیر القرآن المجید (٢: ٦٣٤) المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز (٣: ٢٨٠) رموز الکنوز فی تفسیر الکتاب العزیز ٣: ٤١٧) نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور ٤: ٩٨]

اس بات کی تائید اس قول سے بھی ہوتی ہے۔ محارب بن دثار فرماتے ہیں کہ میرا چچا مسجد میں آیا کرتا، اس نے کہا کہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس سے گزرا تو میں نے انھیں یہ دعا کرتے ہوئے سنا.

{اللهم انك قد دعوتنی فاجبت وامرتنی فاطعت و هذا سحر فاغفرلی}

اے اللہ تو نے مجھے (اپنی اطاعت وفرمانبرداری) کی دعوت دی پس میں نے قبول کرلی (یعنی میں نے تیری اطاعت وفرمانبرداری کی) اور تو نے مجھے (اپنے امکانات بجالانے کا) حکم دیا پس میں اسے بجا لایا (اور) یہ سحری کا وقت ہے۔ پس تو مجھے معاف فرما۔ پس میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس متعلق سوال کیا تو فرمانے لگے بے شک یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کے لیے (استغفار) کو سحری تک موخر کیا۔ جیسا کہ ان کا فرمان ہے وہ عنقریب میں تمھارے لیے اپنے رب سے استغفار کروں گا۔ [رموز الکنوز فی تفسیر الکتاب العزیز (٣: ٣١٧) تفسیر الطبری (١٣: ٦٤) ابن ابی حاتم (٧: ٢٢٠٠)]

الثالث: (یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کے لیے استغفار کو مؤخر کیا) تاکہ معلوم کرلیں کہ کیا واقعی انھوں نے حقیقۃً توبہ کی ہے یا نہیں اور کیا ان کی توبہ میں کامل اخلاص ہے یا کہ نہیں۔ [النکت والعیون تفسیر الماوردی ٣: ٨٠) رموز الکنوز فی تفسیر الکتاب العزیز للامام عز الدین عبد الرزاق بن رزق الله الرسعنی الخیلی المتوفی ٦٦٠ھ (٣: ٤١٦) تفسیر القرآن لأبی المظفر السمعانی المتوفی ٤٨٩ (٤: ٦٥) البحر المدید فی تفسیر القرآن المجید (٣: ٣٠٥) تفسیر البحرا لمحیط ٥: ٤٤٥ جامع البیان عن تأویل آی القرآن (٨. ٨٥) فتح القدیر (٣: ٥٥) الکشف والبیان المسمی تفسیر الثعلبی (٥: ٢٥٧) الوسیط فی تفسیر القرآن المجید، (٢: ٦٣٤) المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز ٣: ٢٨٠)]

الرابع، چوتھا قول یہ ہے کہ) آپ علیہ السلام نے اسی وقت ان (اپنے بیٹوں) کے لیے استغفار کیا۔ اور ان کی اس فرمان ''میں عنقریب تمھارے لیے استغفار مانگوں گا'' کا معنی یہ ہے کہ میں اس استغفار پر زمانہ مستقبل میں دوام وہمیشگی اختیار کروں گا، مروی ہے کہ یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹوں کے لیے بیس سال تک ہر جمعہ کی رات کو استغفار کرتے رہے۔ [تفسیر الفخر الرازی (٦: ١٧٥) السراج المنیر (٣: ١٩٨)]

ان آیات کی تفسیر میں مفسرین کے اور بھی بہت سارے اقوال ہیں۔ جنھیں احترازمن الاطناب، کی غرض سے میں نے ذکر نہیں کیا، ہرحال آیات مذکورہ بالا اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ استغفار کرنا یہ صفت

انبیاء ہے۔

[redacted]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ (ص: ۲۴)

اور داود علیہ السلام نے خیال کیا کہ (اس واقعہ سے) ہم نے ان کو آزمایا ہے تو انھوں نے اپنے پروردگار سے مغفرت مانگی اور جھک کر گر پڑے اور (اللہ کی طرف) رجوع کیا۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں بایں الفاظ رقمطراز ہیں۔ مفسرین نے یہاں پر ایک قصہ بیان کیا ہے لیکن اس کا اکثر حصہ بنو اسرائیل کی روایتوں سے لیا گیا ہے حدیث سے ثابت نہیں ابن ابی حاتم میں ایک حدیث ہے لیکن وہ بھی ثابت نہیں کیونکہ اس کا ایک راوی یزید رقاشی ہے۔ گو کہ وہ نہایت نیک شخص ہے لیکن ہے ضعیف پس اولی یہ ہے کہ قرآن میں جو ہے اور جس پر یہ شامل ہے وہ حق ہے۔ حضرت داوٗد علیہ السلام کا انھیں دیکھ کر گھبرانا اس وجہ سے تھا کہ وہ اپنی تنہائی کے خاص خلوت خانے میں تھے اور پہرہ داروں کو منع کیا تھا کہ کوئی بھی شخص اندر نہ آئے اور یکا یک ان دونوں کو جو دیکھا تو گھبرا گئے، عزنی سے آخر تک" سے مطلب بات چیت میں غالب آ جانا، دوسرے پر چھا جانا حضرت داوٗد علیہ السلام سمجھ گئے یہ اللہ تعالیٰ کی آزمائش ہے پس وہ رکوع سجدہ کرتے ہوئے اللہ کی طرف جھک پڑے مذکور ہے کہ چالیس دن تک سجدہ سے سر نہ اٹھایا پس ہم نے اسے بخشش دیا۔[تفسیر ابن کثیر ٤:٤٤٨) اردو طبع مکتبہ قدوسیہ]

پس گذشتہ آیت کی طرح یہ آیت کریمہ بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ توبہ واستغفار انبیاء کرام علیہم السلام کی صفت عظیمہ ہے جبکہ وہ نفوس قدسیہ ذنوب صغیرہ وکبیرہ سے بالکل پاک ومبرا ہیں درحقیقت ان کے اس عمل سے ہمیں درس ونصیحت حاصل کرنا چاہیے کہ جو گناہوں کے صحراؤں میں سیر کرتے رہتے ہیں تاکہ توبہ واستغفار کے ذریعہ سے باری تعالیٰ ہمارے دامنوں کو ذنوب سے پاک وصاف کر دے۔

[redacted]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ط رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ (مومن : ۷)

جولوگ عرش کو اٹھائے ہوئے اور جو اس کے اردگرد (حلقہ باندھے ہوئے) ہیں (یعنی فرشتے) وہ اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایسے لوگوں کیلئے استغفار کرتے ہیں جو ایمان لائے کہ اے ہمارے پروردگار تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز کو احاطہ کیے ہوئے ہے تو جن لوگوں نے توبہ کی اور تیرے رستے پر چلے ان کو بخش دے اور دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔ تقریباً اسی معنی کی ایک آیت سورۃ الشوریٰ میں بھی ہے۔ دیکھیے (الشوری : ٥)

''لعنت سے بچنے کا ذریعہ''

''لعنت کی تعریف''

امام ابن قتیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لعنت کا لغوی معنی ہے دھتکارنا اور (رحمت) سے دور کرنا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ابلیس پر لعنت بھیجنے کا معنی ہے دھتکارنا اور اپنی رحمت سے دور کرنا، پھر یہ لفظ بطور ایک مقولہ کے استعمال ہونے لگا۔ (زاد المسیر ١ :١٤٣)

''اللہ تبارک وتعالیٰ کے لعنت بھیجنے کا معنی''

اللہ تبارک وتعالیٰ کے لعنت بھیجنے سے مقصود اس کا غصہ اور بندے کو اپنی رحمت سے دور کرنا ہوتا ہے۔ (نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور ٢: ١٢٢)

اس مختصر بحث سے معلوم ہوا کہ اللہ پاک کے لعنت بھیجنے کا معنی اپنی رحمت سے بندے کو دور کرنا، اور اس پر غصے ہونا ہے ایسا آدمی جو اللہ تبارک وتعالیٰ سے توبہ و استغفار کرے۔ اسی کے سامنے گڑگڑائے اور عجز و انکساری کے ساتھ باری تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگے، تو باری تعالیٰ اس پر لعنت نہیں بھیجتے اور نہ ہی اپنی رحمت سے محروم کرتے ہیں بلکہ ایسا بندہ خالق کائنات کی نزدیک محبوب اور اس کی وسیع رحمت کا مستحق ٹھہر جاتا ہے۔ میرے بھائیو آؤ، قرآن کو پڑھو، اور دیکھو کہ کیسے اللہ تبارک وتعالیٰ

اپنے بندوں کو لعنت سے محفوظ فرما کر اپنی وسیع رحمت کا نزول اس پر فرماتے ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِن بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ ۙ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ (البقرۃ: ۱۶۰)

جو لوگ چھپاتے ہیں جسے واضح نشانیوں اور ہدایت میں سے ہم نے نازل کیا باوجود یکہ ہم نے ان لوگوں کے (سمجھانے کے) لیے اپنی کتاب میں کھول کھول کر بیان کر دیا ہے۔بس یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ اور تمام لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں، ہاں جو توبہ کرتے ہیں اور اپنی حالت درست کر لیتے ہیں اور (احکام الٰہی) کو صاف صاف بیان کر دیتے ہیں پس یہی لوگ ہیں جن کی توبہ میں قبول کر لیتا ہوں اور میں ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہوں۔

ان دونوں آیات سے درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

① کتمان علم کا ارتکاب کرنے والوں کی سزا ② جو لوگ اس گناہ کبیرہ کے ارتکاب کے بعد توبہ کر لیں،ان کی جزا،③ اللہ پاک اپنے بندوں کی توبہ قبول کرنے والا اور ان پر رحم کرنے والا ہے۔

"کتمان علم بہت بڑا گناہ ہے"

پہلی آیت میں ایسے لوگ جو کتمان علم کا ارتکاب کرتے ہیں ان کی وعید بیان ہوئی ہے کہ ایسے لوگوں پر اللہ کی بھی لعنت اور لوگوں کی بھی لعنت ہے کیونکہ من جانب اللہ ملے ہوئے علم کو چھپانے سے اللہ پاک نے منع فرمایا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ (البقرۃ: ۴۲)

اور حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط نہ کرو اور نہ حق کو چھپاؤ جب کہ تم جانتے ہو۔

نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

{ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ }

جس آدمی سے علم کی (کوئی) بات پوچھی گئی اس نے اسے چھپایا (یعنی بتلائی نہیں) تو اسے

قیامت کے دن جہنم کی لگام پہنائی جائے گی۔

[ابو دائود کتاب العلم باب کراھیة منع العلم رقم الحدیث (۳۶۵۸) ترمذی ابواب العلم باب ماجآء فی کتمان العلم رقم الحدیث (۲٦٤۹) صحیح ابن حبان رقم الحدیث. ۹۵]

علامہ حرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

{ فَمَا بَيَّنَهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى فِي الْكِتَابِ لَا يَحِلُّ كَتْمُهٗ }

جس چیز کو اللہ سبحان وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے اسے چھپانا جائز نہیں ہے۔

(نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور ۱: ۲۸۹)

ابوالعالیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ انھوں نے نبی مکرم علیہ الصلوۃ والسلام کی صفت کو چھپایا۔ (تفسیر ابن کثیر ، ۱: ۳٤۳)

درج بالا آیات میں لعنت کے ذریعہ سے کتمان علم لوگوں کے لیے سخت وعید بیان کی گئی ہے تاہم ان لوگوں کو مستثنیٰ کر دیا۔ جو توبہ کرنے والے اپنے رب سے بخشش مانگنے والے اپنے اعمال کی اصلاح کرنے والے ہیں یعنی ان پر اللہ کی لعنت نہیں ہوگی بلکہ یہ اس سے محفوظ ہوں گے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّ جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ٥ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ٥ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ٥ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ٥ (آل عمران: ۸٦ تا ۸۹)

کیسے ہدایت دے اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے لوگوں کو کہ جنھوں نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا، اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے ہونے کی گواہی بھی دی۔ اوران کے پاس واضح نشانیاں آئیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا ٥ یہی لوگ ہیں جن کی جزا یہ ہے کہ ان پر اللہ، ملائکہ کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ وہ اس (لعنت) میں ہمیشہ رہیں گے۔ ان سے عذاب ہلکا نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی ڈھیل دیئے جائیں گے۔ مگر وہ لوگ جنھوں نے اس کے بعد توبہ کی اور (اپنے اعمال) کی اصلاح کی پس یقیناً اللہ

تبارک وتعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

یہ آیات حارث بن سوید کے بارے نازل ہوئیں (سیدنا) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار قبیلہ میں سے ایک آدمی (حارث بن سوید) اسلام لایا، پھر مرتد ہو گیا، اور اہل شرک سے جاملا، پھر (اپنے کہنے پر) پشیمان ہوا پس اس نے اپنی قوم کو بھیجا کہ تم میرے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرو کیا میرے لیے توبہ ممکن ہے۔ عبداللہ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس پر (آل عمران کی ۸۶تا۸۹) آیات نازل ہوئیں۔

[زاد المسیر ۱:۳٤٠) فتح القدیر (۱:۳۵۹) السراج المنیر ۱:۳٦٠) نسائی، ابواب تحریم الدم باب توبة المرتد، رقم الحدیث (٤٠٦٨)]

ان آیات کریمہ میں اسلام سے مرتد ہو جانے کی وعید بیان ہوئی ہے یعنی ایسا آدمی جو اسلام قبول کرنے کے بعد پھر کفر و شرک کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں چلا جائے اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے تاہم ایسے لوگ، جنھوں نے اسلام سے مرتد ہو جانے کے بعد توبہ کر لی۔ اپنے گناہوں کی رب تعالیٰ سے بخشش مانگ لی۔ اپنے اعمال کی اصلاح کر لی تو وہ ان جمیع کی لعنت سے مستثنیٰ ہیں اور ان سب کی لعنت سے بچ جائیں گے یہ دونوں واقعات اس بات کی بین دلیل ہیں کہ توبہ و استغفار لعنت سے بچنے کا ذریعہ ہے۔

"توبہ کرنے والے اللہ کے محبوب ہیں"

وہ لوگ جن کے دلوں میں دنیا کی ہوس جاگزیں ہوتی ہے ہمہ وقت حصول دنیا میں مصروف رہتے ہیں اور اہل دنیا کی محبت اور قرب حاصل کرنے کے لیے تمام قسم کے اسباب دنیوی بروئے کار لانے پڑیں تو لاتے ہیں جب کہ اس وقت حلال و حرام، حق و باطل، ظلم و عدل کی تمیز ختم ہو جاتی ہے اپنے دلوں میں تمنا اور امید صرف حصول دنیا کی ہوتی ہے۔ یعنی یہ سب کچھ اس لیے کرتے ہیں کہ ان کے قرب و محبت سے دنیا حاصل ہوگی، لیکن وہ لوگ جن کے دلوں میں خشیت الٰہی پائی جاتی ہے۔ وہ اہل دنیا کی محبت و قرب کے لیے تگ و دو نہیں کرتے بلکہ وہ ان اسباب کو تلاش کرتے ہیں جنھیں بروئے کار لانے سے انھیں اللہ کا قرب اور محبت حاصل ہو جائے خالق کائنات نے اپنی پیاری کتاب قرآن مجید میں اور

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرامین عالیہ میں محبت الٰہی کے حصول کے ایسے ایسے پھول بکھیرے ہیں کہ جنھیں اپنے دامن ضعیف سے لگا کر بندہ پروردگار کا قرب اور اس کی محبت کا مستحق ٹھہر سکتا ہے۔ پھر عظمتیں اور مقام یہیں تک نہیں ملتیں کہ وہ اس کا محبوب بن جاتا ہے بلکہ دنیا میں بسنے والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ اپنے خالق کے در پر آ کر ندامت و پشیمانی کے آنسو بہانا اور اپنی سیاہ کاریوں کی معافی مانگنا بھی ان اسباب میں ایک بہت بڑا سبب ہے۔ اور واقعی جب بندہ اپنے رب کی بارگاہ میں توبہ کرے اس سے بخشش مانگے تو اللہ اسے اپنے پسندیدہ اور مقربین میں شامل فرما لیتے ہیں۔

پہلی آیت:

اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب پیغمبر شعیب علیہ السلام اپنی قوم سے فرمانے لگے:

وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ (هود: ٩٠)

اور اپنے رب سے بخشش مانگو۔ پھر اس کی طرف پلٹ آؤ بے شک میرا رب نہایت رحم والا، بہت محبت والا ہے۔

امام جلال الدین بن عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی (المتوفی ٩١١ھ) اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں "ایسے آدمی کے لیے جو تمام گناہوں سے اس کی طرف توبہ کرے اور ودود کا معنی ہے یعنی وہ اس سے محبت کرتا ہے (جو اللہ سے توبہ و استغفار کرے) مزید یہ کہ پھر اپنے بندوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دیتے ہیں۔ (الدر المنثور فی التفسير الماثور ٣: ٦٢٩)

مذکورہ بالا آیت میں لفظ ودود: کا معنی بیان کرتے ہوئے امام ابن الانباری لکھتے ہیں۔ ودود اللہ تبارک وتعالیٰ کے اسماء میں سے ہے اور اس کا معنی ہے اپنے بندوں سے محبت کرنے والا۔ [الوسيط فی تفسير القرآن المجيد ٢: ٥٨٧) زاد المسير فی علم التفسير ٤: ١٥٢) تفسير البغوی ٢: ٣٩٩) فتح القدير ٢: ٥٢٠)]

اثیر الدین محمد بن یوسف بن علی بن یوسف ابن حبان الاندلسی ودود کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں "مفسرین نے کہا ہے کہ ودود سے مراد ایسی ذات جو بندوں پر احسان کر کے ان کے ہاں محبوب ٹھہرے اور ایک قول یہ ہے اہل ایمان سے محبت کرنے والا، اور اس کی رحمت

اپنے بندوں کے لیے ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کا اپنے بندوں سے محبت کرنا اس بات کا سبب ہے کہ وہ اس سے بخشش مانگتے اور اس کے آگے توبہ کرتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو (یعنی اللہ ان سے محبت نہ کرے) تو اللہ تبارک وتعالیٰ انھیں بخشش مانگنے اور اپنی طرف رجوع کرنے کی توفیق نہ دے۔ (البحر المحیط ٥: ٣٣٣)

دوسری آیت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (البقرہ: ٢٢٢)

بے شک اللہ ان سے محبت کرتا ہے جو بہت توبہ کرنے والے ہیں۔ اور ان سے محبت کرتا ہے جو بہت پاک رہنے والے ہیں۔

محبت الٰہی کا حاصل ہو جانا یقیناً ایک بہت بڑا عمل ہے۔ جب آدمی باری تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے تو اس کی دنیوی اور اخروی دونوں زندگیاں پرسکون اور پرراحت بن جاتی ہیں۔ انسانی مصائب و مشکلات کو اللہ تبارک وتعالیٰ دور فرما دیتے ہیں۔ درج بالا آیت کریمہ میں باری تعالیٰ نے اپنی محبت کے حصول کا ذریعہ توبہ بیان کیا ہے کہ توبہ کرنے والے اللہ پاک کے محبوب ہوتے ہیں۔

برھان الدین ابو الحسن ابراھیم بن عمر البقاعی (المتوفی ٨٨٥ھ) فرماتے ہیں ''جب اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے بندے سے محبت کرتے ہیں جو تکرار معاصی کے ساتھ تکرار توبہ کا بھی اہتمام کرتا ہے تو وہ ایسے توبہ کرنے والوں میں ہو جاتا ہے جن سے توبہ کے بعد کوئی لغزش واقع نہیں ہوتی۔ (نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور ١: ٤٢٢)

پہلی حدیث:

محمد بن الحنفیہ اپنے باپ سے اور وہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

{ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُؤْمِنَ اَلْمُفْتَنَ اَلتَّوَّابَ }

بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ ایمان والے، جسے مختلف طریقوں سے باتیں کی جائیں (بوجہ نیکی طعن و تشنیع) بہت زیادہ توبہ کرنے والے سے محبت کرتے ہیں۔ [اتحاف الخیرۃ المھرۃ رقم الحدیث

(۹۵۱۴) و قال البوصیری عقب هذ الحدیث رواه الحارث بن ابی اسامة و ابو یعلی الموصلی و عبد الله بن احمد بن حنبل فی زوائده علی المسند وله شاهد من حدیث انس بن مالك رواه الترمذی وابن ماجه والحاکم وصححه وایضاً ذکره الهیثمی فی بغیة الباحث (۱۰۸۳)]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ توبہ کرنے والے اللہ کے محبوب ہیں۔

دوسری حدیث:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[كُلُّ بَنِيْ آدَمُ خَطَّاءٌ وَ خَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ]

آدم کے تمام بیٹے خطا کار ہیں تاہم (ان میں) بہترین خطا کار وہ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں۔

[مستدرك حاکم کتاب التوبه والانابة باب خیر الخطائین التوابون رقم الحدیث ۷۶۹۱) وقال هذا حدیث صحیح ولم یخرجاه و ایضاً ذکره الترمذی فی الجامع (۲۵۰۱) وابن ماجه فی السنن (۴۲۵۱) والامام احمد فی المسند (۳: ۱۹۸) والدارمی فی السنن ۲: ۳۰۳ من هذاالوجه والبغوی فی شرح السنه (۱۳۰۷)]

اس حدیث میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں سے بہترین ان لوگوں کو قرار دیا ہے۔ جو خطا کاری کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے اور اس سے توبہ کرتے ہیں۔

تیسری حدیث:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے توبہ کرنے والوں کیلئے ایک ایسا دروازہ بنایا ہے جو دروازہ قیامت تک ان کے لیے کھلا رہے گا جیسا کہ ایک طویل حدیث میں مروی ہے۔ سفیان راوی فرماتے ہیں وہ (دروازہ) شام کی طرف ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ جب سے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ہے اور وہ توبہ کرنے والوں کے لیے کھلا ہے اسے بند نہیں کیا جائے گا، یہاں تک اس کی طرف (یعنی مغرب) سے سورج طلوع نہ ہو۔[ترمذی رقم الحدیث: ۳۵۳۵، ۳۵۳۶) ابن ماجه رقم الحدیث (۴۰۷۰) مسند احمد رقم الحدیث (۴: ۲۳۹۔ ۷۹۵) معجم الکبیر للطبرانی رقم الحدیث (۷۳۵۲، ۷۳۵۳) اس کی سند حسن ہے]

یہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ توابین اللہ کے ہاں بڑے محبوب ہیں۔

ان کے لیے اللہ پاک نے ایک دروازہ بنا دیا: اور قیامت کے قائم ہونے تک فرمایا کہ جو آدمی بھی باری تعالیٰ کے سامنے توبہ کرے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائیں گے، پھر اس حدیث رسول ﷺ سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ توبہ کرنے میں جلدی کرنی چاہیے قبل اس کے کہ ندامت و پشیمانی کچھ فائدہ نہ دے گی۔

"فلاح و کامیابی کا ذریعہ"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (النور: ۳۱)

اور تم سب اللہ کی طرف توبہ کرو اے مومنو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

فوائد

① آیت کے پہلے حصہ میں پردہ کے احکامات کی وضاحت فرمائی کہ خواتین کن کن کے سامنے اپنی زینت ظاہر کر سکتی ہیں اوامر اور نواہی دونوں تھے عین ممکن تھا کہ اہل ایمان اس حکم خداوندی میں تساہل کا شکار ہو کر انہیں کامیابی و کامرانی کی اصل منزل سے پیچھے رہ جاتے، باری تعالیٰ نے آیت کے آخری حصہ میں اہل ایمان کو توبہ وانابت کی تلقین فرمائی۔ تاکہ وہ اپنے رب سے اپنی غلطیوں کی معافی مانگ کر کامیابی حاصل کر سکیں۔

② (سیدنا) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس کی تفسیر بایں الفاظ بیان کرتے ہیں۔ "جو کچھ تم ایام جاہلیت میں کرتے تھے، ان (تقصیرات) کی اس سے توبہ کرو، تاکہ دنیا اور آخرت میں سعادت مندی حاصل کر سکو [تفسیر الرازی (۸: ۱۹۰) السراج المنیر ٤: ۳۹٦) البحرالمحیط (٦/ ۵۵۰)]

"حصول بخشش کا ذریعہ"

پہلی آیت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ يَعْمَلْ سُوْءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴾

اور جو بھی کوئی برا کام کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے، پھر اللہ سے بخشش مانگے وہ اللہ کو بے حد بخشنے والا نہایت مہربان پائے گا۔ (النساء: ۱۱۰)

یعنی جو آدمی برائی کا ارتکاب کرے عمداً یا نسیاناً اس کی برائی کا اثر غیر پر پڑے یا صرف اس کی ذات پر ہر دو صورت میں باری تعالیٰ سے بخشش مانگے۔ اور اس کے سامنے عجز و انکساری کا اظہار کرے۔ خالق کائنات کو بخشنے والا اور مہربان ہی پائے گا۔ کیونکہ اللہ رب العزت ایسے بندوں پر غایت درجہ اپنی بخشش کی برکھا اور اپنی رحمت کا نزول فرماتے ہیں۔ بشرطیکہ آدمی خلوص دل سے اپنے خالق کی طرف رجوع کرے۔ حدیث قدسی ہے۔

{ إِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ بِشِبْرٍ تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا وَإِنْ آتَانِيْ يَمْشِيْ آتَيْتُهُ هَرْوَلَةً }

باری فرماتے ہیں۔ "اگر (بندہ) ایک بالشت میرے قریب ہو تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں۔ اور اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہو تو میں دو ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں۔ اور اگر وہ میرے پاس چل کر آئے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں۔ [بخاری کتاب التوحید باب قول الله تعالیٰ ويحذركم الله نفسه (آل عمران: ۲۸) وقوله جل ذكره تعلم مافي نفسي ولا اعلم مافي نفسك (المائده: ۱۱۶) رقم الحديث ۷۴۰۵۔ ۷۵۰۵۔ ۷۵۳۷)]

اس آیت کریمہ کے شان نزول میں اختلاف ہے۔ ابو الفرج جمال الدین عبد الرحمن بن علی بن محمد الجوزی (المتوفی ۵۹۷ھ) نے زاد المسیر فی علم التفسیر (۲/۱۱۵) میں اس آیت کے شان نزول کے متعلق مفسرین کے تین مختلف اقوال ذکر کیے ہیں۔

تاہم باری تعالیٰ کے فرمان ذی شان کی عمومیت ہر عاصی اور گنہگار کو حاصل ہے۔

محمد بن علی بن محمد الشوکانی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۲۵۰ھ) لکھتے ہیں کہ یہ آیت ہر ایک حالت پر محمول کی جائے گی۔ کیونکہ اعتبار عموم الفاظ کا ہوتا ہے کسی مورد خاص کا نہیں۔ اس لیے یہ آیت اللہ تبارک و تعالیٰ

کے بندوں میں سے ہر ایک بندہ کو شامل ہے جو بھی گناہ کرے پھر اللہ تبارک وتعالیٰ سے بخشش مانگے۔ (اللہ معاف فرمادے گا)(فتح القدیر الجامع بین فنی الروایۃ من علم التفسیر ۱:۵۱۳)

الامام محمد الرازی فخر الدین بن العلامہ ضیاء الدین عمر (المتوفی ۶۰۴ھ) اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''تو جان لے کہ یہ آیت دو باتوں پر دلالت کررہی ہے۔(۱) توبہ عام گناہوں کے ارتکاب پر قبول ہوتی ہے۔(بشرطیکہ فرشتہ موت کے آنے سے قبل ہو) وہ گناہ خواہ کبیرہ ہو یا صغیرہ۔کیونکہ باری تعالیٰ کا فرمان: وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ، یہ تمام گناہگاروں کے لیے عام ہے۔(۲) آیت کا ظاہر اس بات کا تقاضا کررہا ہے کہ صرف استغفار ہی کافی ہے۔تاہم بعض (علماء) نے استغفار کو توبہ کے ساتھ مقید کیا ہے۔کیونکہ صرف استغفار اصرار کے ساتھ نفع بخش نہیں ہوتا۔ (تفسیر الفخرالرازی المشتھر بالتفسیر الکبیر ومفاتیح الغیب ٤:٣٣)

دوسری بات کی تائید کرتے ہوئے شیخ اسماعیل حقی بن مصطفی الخلوتی البروسوی (المتوفی ۱۱۲۷ھ) لکھتے ہیں۔''ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ پھر اللہ سے استغفار کرے یعنی توبہ کے ساتھ (الاستغفار میں) توبہ کی شرط اس لیے لگائی گئی ہے کیونکہ استغفار بالاجماع توبہ نہیں ہوتا۔جب تک کہ اس کے ساتھ یہ الفاظ ادا نہ کیے جائیں (اے اللہ) میں توبہ کرتا ہوں میں نے گناہ کیا ہے۔اب میں اس کی طرف کبھی بھی نہیں لوٹوں گا۔اے میرے رب تو مجھے معاف فرمادے۔'' تفسیر الحدادی میں بھی ایسے ہی ہے۔(روح البیان فی تفسیر القرآن ۲:۲۸٦)

(سیدنا) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک دن اپنی مجلس میں فرمایا: ''بنی اسرائیل میں سے اگر کوئی آدمی گناہ کرتا تو صبح کو اس کا گناہ اس کے دروازہ پر لکھ دیا جاتا۔جب پیشاب کا قطرہ کپڑے کے کسی حصہ پر لگ جاتا تو اسے قینچیوں سے کاٹ دیتا۔لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بنی اسرائیل کو خیر عطا فرمائی۔(سیدنا) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمانے لگے جو کچھ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمھیں عطا کیا ہے۔وہ ان کی عطا سے بہتر ہے کہ تمہارے لیے پانی کو طہارت کے حصول کا ذریعہ بنادیا۔(کپڑوں کو کاٹنا نہیں پڑتا) پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ

(المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز ۲:۱۱۰)

دوسری آیت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِن بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (انعام ۵۴)

جو آدمی تم میں سے نادانی سے بری حرکت کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرے اور اصلاح کرے تو وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

شیخ ابو العباس المرسی رحمہ اللہ جب ان کے پاس اہل عصیاں (ناتواں کمزوروں) میں سے کوئی آدمی آجاتا تو اس کی طرف لپک جاتے۔ اسے مل کر بہت خوش ہوتے اور ہر طرح سے اس کی طرف متوجہ ہوتے۔ لیکن جب علماء یا عابد لوگوں میں سے کوئی آتا تو ان کے مقام ومرتبہ کی اتنی پرواہ نہ کرتے اسکے بارے جب پوچھا گیا تو فرمانے لگے کہ جب (اہلعصیاں) کمزور اور ناتواں لوگوں میں سے کوئی ہمارے پاس آتا ہے تو وہ گناہوں کے سبب منکسر المزاج ہوتا ہے وہ اپنے لیے کسی عظیم مرتبے کو خیال نہیں کرتا پس میں ارادہ کرتا ہوں کہ ان کی اس بے بسی انکساری کی اصلاح کرلوں۔ جبکہ اہل طاقت میں سے جب کوئی غنی ہمارے پاس آتا ہے تو وہ پس اپنی اطاعت وفرمانبرداری پر سہارا لے رہا ہوتا ہے اور جو کچھ ہمارے پاس ہے۔ اس کا محتاج نہیں ہوتا۔ (البحر المديد فى تفسير القرآن المجيد ۲: ۲۶۳)

بلا تشبیہ بات سمجھو کہ جب مخلوق میں سے کچھ لوگوں کی یہ حالت ہے کہ جب ان کے پاس منکسر المزاج آدمی آجائے تو وہ ہر ایک اعتبار سے اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں وہ خالق جس نے اپنے ان ناتواں وکمزور اور گناہگار بندوں کو پیدا فرمایا ہے جب یہ خطا کار بندے اس رب کے حضور پیش ہوتے ہوں گے تو وہ کیونکر ان سے خوش نہ ہوگا اور ان کی خطاؤں کو معاف کیوں نہ کرے گا؟ بلکہ یقیناً ایسا آدمی باری تعالیٰ کو بہت محبوب ہے جو اس کے سامنے توبہ کرتا ہے اس سے مانگتا ہے اور اسی کے سامنے عجز و انکساری اور ناتوانی کا اظہار کرتا ہے باری تعالیٰ اپنے ایسے بندے کی خطاؤں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

تیسری آیت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (النور: ٥)

مگر وہ لوگ جنھوں نے اس کے آگے توبہ کی اور (اپنے اعمال) کی اصلاح کی تو یقیناً اللہ رب العزت معاف کرنے والا مہربان ہے۔

اس سے پہلی آیت میں اللہ رب العزت نے ان لوگوں کی سزا اور وعید بیان فرمائی۔ جو پاکدامنہ عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں اور گواہ بھی پیش نہیں کرتے فرمایا کہ انھیں اسی کوڑے مارو اور ان کی شہادت قبول نہ کرو۔ بلکہ یہ لوگ فاسق وفاجر ہیں۔ ہاں اگر توبہ کرلیں اپنے اعمال اور کردار کی اصلاح کرلیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی خطاؤں کو معاف فرما دے گا۔ (سیدنا) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اَظْهَرُوْا التَّوْبَةَ یعنی توبہ کا اظہار کریں جبکہ دیگر مفسرین نے کہا ہے کہ لَمْ يَعُوْدُوْا اِلٰى قَذْفِ الْمُحْصَنَاتِ یعنی توبہ کرلینے کے بعد دوبارہ پاکدامنہ عورتوں پر تہمت نہ لگائیں۔ (زاد المسير في علم التفسير ٥: ٣٦٦)

[redacted]

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (النحل: ١١٩)

پھر جن لوگوں نے نادانی سے برا کام کیا پھر اس کے بعد توبہ کی اور اصلاح کرلی۔ یقیناً تیرا رب اس کے بعد بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

یہ آیت کریمہ بھی اس بات کی بین دلیل ہے کہ جو آدمی برائی کے بعد سچی توبہ کرے اور پھر اس پر قائم بھی رہے تو یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ اسے معاف فرما دیں گے (سیدنا) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

{ كُلُّ سُوْءٍ يَعْمَلُهُ الْعَبْدُ فَهُوَ فِيْهِ جَاهِلٌ وَاِنْ كَانَ يَعْلَمُ اَنَّ رُكُوْبَهُ سَيِّئَةٌ }

ہر ایک برائی جس کا آدمی ارتکاب کرتا ہے وہ اس میں جاہل ہے اگرچہ وہ علم رکھتا ہو کہ اس کا ارتکاب کرنا برائی ہے۔ (تفسير السمرقندي المسمى بحر العلوم ٢: ٢٥٤)

علامہ العسکری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس آیت کا معنی یہ نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے آدمی کو تو معاف فرما دیتے ہیں جو جہالت کی بناء پر برائی کا ارتکاب کرتا ہے اور ایسے آدمی کو معاف نہیں فرماتا جو بغیر جہالت کے برائی کا ارتکاب کرتے ہیں بلکہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ وہ تمام لوگ جنھوں نے توبہ کی ہے وہ اس انعام کے مستحق ہیں۔ (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ انھیں معاف فرما دے گا) جو آدمی جہالت کی بناء پر برائی کر بیٹھے اسے اس مقام پر خصوصیت کے ساتھ اس لیے بیان فرمایا کہ اکثر لوگ جو گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں (ان گناہوں کا انجام کیا ہے) یہ فکر ان میں بہت کم ہوتی ہے یا پھر وہ غلبہ شہوت اور جہالت شباب کی بناء پر برائی کرتے ہیں۔ (البحر المحیط ٥:٦٩٣)

پانچویں آیت:

ارشاد باری تعالیٰ:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ؁ اُولٰٓئِكَ جَزَاۗؤُھُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ (آل عمران: ١٣٥۔١٣٦)

اور وہ لوگ کہ جب کوئی بے حیائی کرتے ہیں۔ یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ پس اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا گناہوں کو اور کون بخشتا ہے۔ اور انھوں نے جو کیا اس پر اصرار نہیں کرتے۔ جب کہ وہ جانتے ہوں یہ لوگ ہیں جن کی جزا ان کے رب کی طرف سے بڑی بخشش اور ایسے باغات ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، ہمیشہ ان میں رہنے والے ہیں اور (یہ) عمل کرنے والوں کا اچھا اجر ہے۔

اس آیت کریمہ میں باری تعالیٰ نے اپنے خطا کار مومن بندوں کے چند اوصاف بیان فرمائے ہیں۔ ① باری تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں۔ ② اللہ رب العزت سے اپنی خطاؤں کی معافی مانگتے ہیں۔ ③ دلوں میں یہ یقین کامل بھی ہوتا ہے کہ اس ذات کے علاوہ اور کوئی نہیں جو ہماری ان خطاؤں کو معاف

کر دے۔ ③ پھر یہ کہ اپنے گناہوں پر ڈٹے نہیں رہتے بلکہ تمام ذنوب کو ترک کر دیتے ہیں کیونکہ گناہوں پر اصرار کرنا۔ یہ توبہ کے منافی ہے امام قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِيَّاكُمْ وَالْإِصْرَارَ فَإِنَّمَا هَلَكَ الْمُصِرُّوْنَ الْمَاضُوْنَ وَلَا قُدُمًا فِي مَعَاصِي اللّٰهِ تَعَالٰى لَمْ يَتُوْبُوْا حَتّٰى أَتَاهُمُ الْمَوْتُ۔ (البحر المديد فی تفسير القرآن المجيد ١: ٣٧٤)

تم اصرار سے بچو کیونکہ زمانہ ماضی قدیم میں باری تعالیٰ کی نافرمانیوں پر اصرار کرنے والے (ثابت قدم رہنے والے) ہلاک ہو گئے۔ انھوں نے توبہ نہیں کی یہاں تک کہ ان کے پاس موت آ گئی۔

دوسری آیت میں ان اوصاف کے متحمل لوگوں کی جزا بیان فرمائی کہ انھیں باری تعالیٰ کی جناب سے بخشش ملے گی اور باغات جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی۔

لیکن شرط یہ ہے کہ آدمی اخلاص النیۃ کے ساتھ توبہ واستغفار کرے۔ اس کے استغفار کی کیفیت ایسی نہ ہو جیسے کہ رابعہ العدویہ نے کہا ہے "اِسْتِغْفَارُنَا هٰذَا يَحْتَاجُ اِلٰى اِسْتِغْفَارٍ، ہمارا یہ استغفار بھی مزید استغفار کا محتاج ہے۔ (روح المعانی فی تفسير القرآن العظيم والسبع المثانی ٢: ٦١)

واقعی ان آیات کریمہ میں اللہ رب العزت نے اپنے عاصی بندوں کے لیے مغفرت ورحمت کے دریا بہائے ہیں لیکن شیطان کو یہ کسی طرح بھی پسند نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں کو معاف فرمائے۔

ثابت البنانی فرماتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو ابلیس رو دیا۔ [رموز الکنوز فی تفسیر الکتاب العزیز (١: ٣١٠) المحرر الوجيز فی تفسير الكتاب العزيز (١: ٥١٠) روح المعانی فی تفسير القرآن العظيم والسبع المثانی (٢: ٦٠)]

پہلی حدیث:

(سیدنا) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَابَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ

جس آدمی نے سورج کے مغرب کی طرف سے طلوع ہونے سے پہلے توبہ کر لی تو اللہ تبارک وتعالیٰ اسے معاف فرما دے گا۔ [مسلم كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار باب استحباب الاستغفار

والاستكثار منه رقم الحديث (٣-٢٧) شرح السنه للبغوى رقم الحديث (١٢٩٩)]

دوسری حدیث:

(سیدنا) ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

إِنَّ عَبْدًا اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا فَاغْفِرْهُ لِيْ قَالَ فَقَالَ رَبُّهُ عَزَّوَجَلَّ عَلِمَ عَبْدِيْ اَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُبِهِ فَغَفَرَلَهُ فَمَكَثَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَصَابَ ذَنْبًا آخَرَ فَقَالَ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا فَاغْفِرْهُ لِيْ قَالَ قَالَ رَبُّهُ عَزَّوَجَلَّ عَلِمَ عَبْدِيْ اِنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُبِهِ فَغَفَرَلَهُ فَمَكَثَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَصَابَ ذَنْبًا آخَرَ فَقَالَ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا فَاغْفِرْهُ لِيْ قَالَ قَالَ رَبُّهُ عَزَّوَجَلَّ عَلِمَ عَبْدِيْ اِنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُبِهِ قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ فَلْيَعْمَلْ مَا شَآءَ

بے شک ایک بندہ گناہ کرتا ہے اور کہتا ہے (اللہ) میں نے جو گناہ کرلیا ہے تو اس میرے گناہ کو معاف فرما دے آپ ﷺ نے فرمایا اللہ رب العزت فرماتے ہیں میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو اس کے گناہوں کو معاف بھی کرتا ہے اور اس کا مواخذہ بھی کرتا ہے پس اللہ پاک اسے معاف فرما دیتے ہیں پس جتنی دیر اللہ نے چاہا وہ (گناہ) سے باز رہا۔ پھر ایک اور گناہ کرلیا اور کہنے لگا (اللہ) میں نے گناہ کرلیا ہے تو میرے اس گناہ کو معاف فرما دے آپ ﷺ نے فرمایا اللہ رب العزت فرماتے ہیں میرے بندے کو علم ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو اس کے گناہوں کو معاف بھی فرماتا ہے اور مؤاخذہ بھی کرتا ہے پس اللہ رب العزت نے اسے معاف فرمادیا جتنی دیر اللہ نے چاہا وہ (گناہ) سے باز رہا۔ پھر ایک اور گناہ کرلیا اور کہنے لگا (اللہ) میں نے گناہ کرلیا ہے تو میرے اس گناہ کو معاف فرما آپ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل فرماتے ہیں میرا بندہ جانتا ہے کہ بے شک اس کا ایک رب ہے جو اس کے گناہوں کو معاف فرماتا ہے اور اس کا مواخذہ کرتا ہے پس میں نے اپنے بندے کو معاف کردیا اب جو چاہے عمل کرے۔[بخاری كتاب التوحيد باب قول الله تعالىٰ يريدون ان يبدلوا كلام الله ، مسلم كتاب التوبة باب قول التوبة من الذنوب وان تكررت الذنوب والتوبة رقم الحديث (٢٧٥٨) شرح السنه للبغوى۔ (١٢٩٠)]

[redacted]

(سیدنا) ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الشَّیْطَانَ قَالَ وَ عِزَّتِكَ یَا رَبِّ اَلاَ اَبْرَحُ اَغْوِیْ عِبَادَكَ مَا دَامَتْ اَرْوَاحُهُمْ فِیْ اَجْسَادِهِمْ فَقَالَ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ وَ عِزَّتِیْ وَ جَلَالِیْ، وَارْتِفَاعِ مَکَانِیْ لَا اَزَالُ اَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُوْنِیْ

تحقیق شیطان نے کہا! اے میرے رب مجھے تیری عزت کی قسم جب تک تیرے بندوں کی روحیں ان کے جسموں میں رہیں گی میں انہیں گمراہ کرتا رہوں گا اللہ رب العزت نے فرمایا (ابلیس) مجھے میری عزت اور جلال اور اپنے بلند مقام کی قسم جب تک (میرے بندے) مجھ سے بخشش مانگتے رہیں گے۔ میں انہیں معاف کرتا رہوں گا۔ [شرح السنہ کتاب الدعوات باب الاستغفار رقم الحدیث (۱۲۹۳) مستدرك حاكم رقم الحدیث (۷۷٤٦) اتحاف الخیرة المهرة رقم الحدیث (۹۵۵۱)]

[redacted]

(سیدنا) عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کوئی آدمی گناہ کرتا ہے تو اس پر آپ علیہ السلام نے فرمایا (وہ گناہ) اس (بندے) کے حق میں لکھ دیا جاتا ہے آدمی کہنے لگا پھر وہ اس سے استغفار کرتا اور توبہ کر لیتا ہے آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اس آدمی کو معاف کر دیا جاتا ہے اور اس کی توبہ قبول کی جاتی ہے وہ آدمی کہنے لگا کہ بندہ پھر دوبارہ گناہ کرتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا:

یُکْتَبُ عَلَیْهِ وَلَا یَمَلُّ اللّٰهُ حَتّٰی تَمَلُّوْا

وہ (گناہ) اس کے حق میں لکھ دیا جاتا ہے اللہ رب العزت نہیں اکتاتا لیکن تم اکتا جاتے ہو (یعنی بندہ ہزار بار بھی اللہ تبارک وتعالیٰ سے معافی مانگے تو اللہ تبارک وتعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں اکتاتے نہیں ہاں یہ ممکن ہے کہ بندے کا دل دو تین مرتبہ توبہ واستغفار سے اچاٹ ہو جائے۔ [مستدرك حاكم كتاب التوبة والانابة باب حدودايمانكم يقول لا اله الا الله رقم الحدیث (۷۷۳۲) معجم الاوسط للطبرانی رقم الحدیث (٤٥٩) وایضاً فی معجم الكبير (۷۹۱۷) من طريق عبد الله بن صالح به

و اوردہ الهيثمی فی المجمع (۱۰: ۲۰۰) وقال اسنادہ حسن۔]

اکیسویں حدیث:

حدیث قدسی ہے جس کے راوی (سیدنا) ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں:

یَا عِبَادِیْ اِنَّکُمُ الَّذِیْنَ تُخْطِئُوْنَ بِاللَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَاَنَا الَّذِیْ اَغْفِرُ الذُّنُوْبَ وَلَا اُبَالِیْ فَاسْتَغْفِرُوْنِیْ اَغْفِرْلَکُمْ۔

اے میرے بندو تم ہو کہ رات دن خطائیں کرتے ہو اور میں ہوں کہ (تمھارے) گناہوں کو معاف فرماتا ہوں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں تم مجھ سے بخشش مانگو میں تمھیں معاف کردوں گا۔ [مستدرك حاكم كتاب التوبه والانابه باب قال الله لو لقيتنى بقراب الارض خطايا لقيتك بقرابها مغفرةً رقم الحديث (۷٦۸۰) مسلم: (۲۵۷۷) ابن ماجه (٤۲۵۷) شرح السنه (۱۲۹۱)]

[illegible] حدیث:

(سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی مکرم علیہ السلام نے فرمایا:

لَوْ اَخْطَأْتُمْ حَتّٰی تَبْلُغَ خَطَايَاكُمُ السَّمَآءَ ثُمَّ تُبْتُمْ لَتَابَ عَلَيْكُمْ

تم خطائیں کرو پھر یہاں تک کہ تمھاری خطائیں آسمان تک پہنچ جائیں پھر توبہ کرو تو اللہ تبارک و تعالیٰ تمھیں معاف فرمادے گا۔ [ابن ماجه كتاب الزهد باب ذكر التوبة رقم الحديث (٤٣٢٤) وقال البوصيرى هذا اسناد حسن وايضاً الالبانى فى الصحيحة (۹۰۳)، (۱۹۵۱)]

"جہنم سے آزادی کا ذریعہ"

[illegible]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ط وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا (النساء: ١٤٦)

ہاں جنھوں نے توبہ کی اور اپنی حالت کو درست کیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑا اور انھوں نے اپنے دین کو اللہ کے لیے خاص کر لیا پس یہی لوگ مومنوں کے زمرے میں ہونگے اور عنقریب اللہ تبارک وتعالیٰ اہل ایمان کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

اس سے پہلی آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اہل نفاق کی سزا بیان فرمائی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا (النساء: ۱۴۵)

یقیناً منافقین جہنم کے نچلے طبقے میں ہوں گے اور ہرگز نہیں پائے گا تو ان کے لیے کوئی مددگار لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس دردناک عذاب سے ان لوگوں کو مستثنیٰ کر دیا جن میں درج ذیل اوصاف موجود ہوں۔

(۱) اللہ تبارک وتعالیٰ سے توبہ کریں۔

(۲) اپنے اعمال وکردار کی اصلاح کریں۔

(۳) اللہ تبارک وتعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی رسی سے مراد قرآن مجید ہے: یعنی کتاب اللہ کو اپنے زندگی کا دستور ومنشور سمجھیں۔

(۴) ابتغاء لوجہ اللہ دین اسلام کے احکامات پر عمل کریں: جو لوگ ان صفات سے متصف ہوں۔ باری تعالیٰ انھیں عذاب جہنم سے محفوظ فرمائیں گے اور ان اوصاف میں سے سردست صفت توبہ ہے۔ معلوم ہوا کہ توبہ کرنا جہنم سے آزادی کا ذریعہ ہے۔ اس آیت کریمہ میں باری تعالیٰ نے جہاں تائبین کو عذاب جہنم سے مستثنیٰ قرار دیا کہ انھیں اللہ پاک جہنم سے محفوظ فرمائیں گے وہاں ان تائبین کے لیے ایک خوشخبری یہ بھی دی کہ ان کا شمار اب اہل نفاق میں نہیں ہے بلکہ اہل ایمان میں ہے اور ان اہل ایمان کو توبہ واستغفار کے بدلے باری تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائیں گے۔

دوسری آیت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ

وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ۔(بروج: ۱۰)

جن لوگوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو تکلیفیں دیں اور توبہ نہ کی پس ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لیے جلا دینے والا عذاب ہے۔

اس آیت کریمہ کے معنی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے مومن مردوں اور عورتوں کو تکلیفیں دیں۔ پھر اپنے اس فعل قبیح سے توبہ بھی نہ کی تو ان کے لیے عذاب جہنم اور جلا دینے والا عذاب ہے اگر بعد از ارتکاب معاصی باری تعالیٰ سے توبہ و استغفار کر لیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ انھیں عذاب جہنم سے محفوظ فرمائیں گے۔ان شآء الله

تیسری آیت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ ط فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ٥

ہاں وہ لوگ جنھوں نے اس سے پہلے کہ تمھارے قابو آ جائیں توبہ کر لی تو جان رکھو کہ بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔(المائدہ : ٣٤)

اس آیت سے پہلی آیت میں اللہ رب العزت نے ان لوگوں کی دنیوی اور اخروی سزا کا تذکرہ کیا ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف جنگ لڑیں۔ دنیا میں ان کی سزا یہ ہے کہ انھیں قتل کر دیا جائے، سولی پر چڑھایا جائے یا ان کے ہاتھ و پاؤں مخالف سمت سے کاٹ دیئے جائیں اور آخرت میں ان کی سزا عذاب عظیم کی صورت میں ہوگی۔ لیکن ایسے لوگ جو قابو و گرفت میں آنے سے پہلے توبہ و استغفار کر لیں بری حرکات سے باز آ جائیں تو فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات بخشنے والی اور مہربان ہے یعنی باری تعالیٰ عذاب اخروی سے انھیں محفوظ فرمائیں گے لہٰذا تم دنیوی عذاب میں انھیں مبتلا نہ کرو۔

اس مختصری بحث سے معلوم ہوا کہ بعد از ارتکاب معاصی باری تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرنے والا عذاب دنیوی و اخروی سے محفوظ ہو جائے گا۔ان شاء اللہ

(سیدہ) ام عصمۃ العوصیۃ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعْمَلُ ذَنْبًا إِلَّا وَقَفَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِإِحْصَاءِ ذُنُوبِهِ ثَلَاثَ سَاعَاتٍ فَإِنِ اسْتَغْفَرَ اللّٰهَ مِنْ ذَنْبِهِ ذٰلِكَ فِي شَيْءٍ مِنْ تِلْكَ السَّاعَاتِ لَمْ يُوقِفْهُ عَلَيْهِ وَلَمْ يُعَذَّبْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ:

جو بھی مسلمان (بندہ) گناہ کا کام کرتا ہے تو موکل (نگران) فرشتہ تین گھڑیوں تک اس کے گناہ شمار کرنے کے لیے اس کے پاس کھڑا رہتا ہے۔ اگر وہ ان تین گھڑیوں میں سے کسی بھی لمحہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے اپنے اس گناہ کی معافی مانگ لے تو وہ موکل (نگران) فرشتہ احصاء ذنوب (گناہ شمار کرنے) کے لیے اس کے پاس نہیں ٹھہرتا اور نہ ہی اسے قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا۔

[مستدرك حاكم كتاب التوبه والانابة: باب للجنة ثمانية ابواب سبعة مغلقة و باب مفتوح للتوبة: رقم الحديث (٧٧٤٩) وقال هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجا]

یہ حدیث بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ توبہ واستغفار عذاب الٰہی سے نجات کا ذریعہ ہیں۔

”حصول رزق کا ذریعہ“

پہلی آیت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَنِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَتَاعًا حَسَنًا إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى وَيُؤْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيرٍ (هود: ٣)

اور یہ کہ اپنے پروردگار سے بخشش مانگو پھر اس کے آگے توبہ کرو۔ وہ تم کو ایک وقت مقررہ تک نیکی سے بہرہ مند کرے گا۔ اور ہر فضل والے کو اس کا فضل عطا کرے گا۔ اور اگر تم نے روگردانی کر لی۔ تو مجھے تمہارے بارے میں (قیامت کے) بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔

مفسرین کے اقوال

(۱)(سیدنا)عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ "یُمَتِّعْکُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

یَتَفَضَّلُ عَلَیْکُمْ بِالرِّزْقِ وَالسَّعَةِ

کہ (باری تعالیٰ) تم پر رزق اور آسودگی کے ذریعہ مہربانی فرمائے گا۔[زادالمسیر فی علم التفسیر (٤: ٨٥) الوسیط فی تفسیر القرآن المجید (٢: ٥٦٣) فتح القدیر (٢: ٤٨١) معالم التنزیل (٢: ٣٧٣)]

(۲) الامام المفسر ابو حفص عمر بن علی بن عادل دمشقی الحنبلی (المتوفی ۸۸۰ھ) لکھتے ہیں:

{اِنَّهٗ تَعَالٰی یُوْصِلُ اِلَیْهِمُ الرِّزْقَ کَیْفَ کَانَ}

کہ یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ انھیں رزق عطا کرے گا وہ جیسا بھی ہو۔ فرمان باری تعالیٰ اسی (مفہوم) کی طرف اشارہ کررہا ہے۔

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ (طٰہٰ: ١٣٢)

اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور اس پر خوب پابند رہ ہم تجھ سے کسی رزق کا مطالبہ نہیں کرتے ہم ہی تجھے رزق دیں گے۔ (اللباب فی علوم الکتاب: ١٠: ٤٣٢)

(۳) الامام الشیخ اسماعیل حقی بن مصطفی الحنفی الخلوتی البروسوی (المتوفی ۱۱۲۷ھ) لکھتے ہیں:

{وَالْمَعْنٰی یَعِیْشُکُمْ عَیْشًا مَرْضِیًّا لَا یَفُوْتُکُمْ فِیْهِ شَیْءٌ مِمَّا تَشْتَهُوْنَ وَلَا یَنْغَصُهٗ شَیْءٌ مِنَ الْمُکَدِّرَاتِ} (روح البیان فی تفسیر القرآن (٣: ٩٩)

اور اس کا معنی یہ ہے کہ وہ تمھیں ایسی بہترین زندگی عطا کرے گا کہ اس میں کچھ بھی تم سے فوت نہ ہوگا کہ تم اس کی خواہش کرتے ہو اور زندگی کے لطف وکرم میں سے کچھ بھی کم نہ ہو۔

(۴) الامام ابو اسحاق احمد المعروف الامام الثعلبی لکھتے ہیں:

"اَیْ یَعِیْشُکُمْ عَیْشًا فِیْ مِنَنٍ وَدِعَةٍ وَاَمْنٍ وَسِعَةِ رِزْقٍ"

یعنی تمھیں (بہترین) انعام واحسان، امن اور وسیع رزق والی زندگی عطا کرے گا۔

[الکشف والبیان المعروف تفسیر الثعلبی ٥: ١٥٧]

(۵) علامہ زمخشری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"يُطَوِّلُ نَفْعُكُمْ فِي الدُّنْيَا بِمَنَافِعِ حَسَنَةٍ مَرْضِيَّةٍ وَ عَيْشَةٍ وَاسِعَةٍ وَنِعْمَةٍ مُتَتَابِعَةٍ

وہ دنیا میں تمھارے نفع کو طویل کرے گا۔ بہترین اور پسندیدہ منافع کے ساتھ پر وسعت زندگی اور پے در پے (نزول) نعمتوں کے ذریعہ سے۔ (الكشاف ٢: ٣٥٩)

(۶) الامام الشیخ الخطیب الشربینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"بِطَيِّبِ عَيْشٍ وَسِعَةِ رِزْقٍ (السراج المنير ٣: ٦٥)

بہترین زندگی اور رزق کی کشادگی کے ساتھ

(۷) الامام ابو العباس احمد بن محمد بن المهدی بنعجیبة الحسنی (المتوفی ١٢٢٤ھ) لکھتے ہیں:

{يُحْيِيكُمْ حَيَاةً طَيِّبَةً بِالْأَرْزَاقِ وَالنِّعَمِ وَ الْخَيْرَاتِ فَتَعِيشُوْا فِيْ أَمْنٍ وَدِعَةٍ}

اللہ تبارک وتعالیٰ تمھیں مختلف انواع کے رزق نعمتوں اور بھلائیوں کے ساتھ پاکیزہ زندگی عطا فرمائے گا اور تم امن وسکون میں زندگی بسر کرو گے۔ (البحر المديد في تفسير القرآن المجيد ٣: ١٩٤)

(۸) الامام برہان الدین ابی الحسن ابراہیم بن عمر البقاعی (التوفی ۸۸۵ھ) لکھتے ہیں:

{وَقَدْ أَشَارَتْ الْآيَةُ إِلَى أَنَّ الْإِسْتِغْفَارَ وَالتَّوْبَةَ سَبَبُ السَّعَةِ}

تحقیق یہ آیت اس بات کی طرف اشارہ کر رہی کہ استغفار اور توبہ وسعت (رزق) کا سبب ہیں۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ لَأَكَلُوا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ (المائدہ/ ٦٦)

اور اگر وہ واقعی تورات اور انجیل کی پابندی کرتے اور اس کی جو ان کی طرف ان کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا تو یقیناً وہ اپنے اوپر سے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے کھاتے۔

وَإِنَّ الْإِعْرَاضَ سَبَبُ الضِّيقِ

اور جبکہ توبہ واستغفار سے اعراض (رزق) کی تنگی کا سبب ہے۔ جیسا کہ نبی مکرم علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ الْعَبْدَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيبُهُ

بے شک بندہ اپنے گناہ کے سبب سے رزق سے محروم کردیا جاتا ہے۔

[نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور ۳: ۵۰۰]

دوسری آیت:

اللہ کے پیغمبر ہود علیہ السلام اپنی قوم عاد کو مخاطب کر کے کہنے لگے:

يَٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِينَ (ھود: ۵۲)

اور اے میری قوم اپنے رب سے بخشش مانگو پھر اس کے آگے توبہ کرو وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار مینہ برسائے گا۔ اور تمھاری طاقت پر طاقت بڑھائے گا۔ اور تم گنہگار بن کر روگردانی نہ کرو۔

مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تین سال تک قوم عاد سے بارش کو روک دیا اور ان کی عورتوں کو بھی بانجھ کردیا تو ہود علیہ السلام نے انھیں کہا کہ اگر تم ایمان لے آؤ تو اللہ تبارک وتعالیٰ تمہاری زمینوں کو بھی آباد فرمائیں گے اور تمھیں مال اور اولاد عطا کریں گے۔ اسی کے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ فرمان ہے: يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا

(الوسیط فی تفسیر القرآن المجید ۲: ۵۷۷)

یہی روایت ابن عساکر نے الضحاک رحمہ اللہ سے بیان کی ہے: فتح القدیر الجامع فنی الروایۃ والدرایۃ من علم التفسیر (۲: ۶۵۱) اللباب فی علوم الکتاب (۱۰: ۵۰۶) الکشف والبیان المعروف تفسیر الثعلبی ۵: ۱۷۴) البحر المدید فی تفسیر القرآن المجید (۳: ۲۲۰) الجامع لاحکام للقرآن (۹: ۳۵)

مفسرین کے اقوال

(۱) ابو اللیث نصر بن محمد بن احمد بن ابراہیم السمر قندی (المتوفی ۳۷۵ھ) يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''یعنی اگر تم توبہ کرلو تو باری تعالیٰ تمھارے گناہوں کو معاف فرمائیں گے۔ اور تم پر موسلا دھار بارش نازل فرمائیں گے۔ اور مزید یہ کہ ہر وہ شی جس کے تم محتاج ہو تمہارے لیے (زمین) سے اگائیں گے۔ (تفسیر السمرقندی المسمی بحر العلوم ۲: ۱۳۰)

(2) ابن جزی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ''اس آیت میں اس بات پر دلیل ہے کہ توبہ واستغفار نزول بارش کا سبب ہیں۔'' (البحر المدید فی تفسیر القرآن المجید ۳: ۲۲۰)

(3) امام اصم رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ یعنی تم اس سے سوال کرو کہ وہ تمھارے گذشتہ شرکیہ گناہوں کو معاف فرما دے پھر اس کے بعد ماقبل جو کچھ ہو چکا ہے اس پر پشیمان ہوتے ہوئے اس کے آگے توبہ کرو اور یقین کے ساتھ توبہ کرو کہ آئندہ ایسا (گناہ) نہیں کرو گے جب تم نے یہ کام کر لیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ بہت زیادہ تم پر اپنی نعمتیں نازل فرمائیں گے۔ (اللباب فی علوم الکتاب ۱۰: ۵۰٦)

تیسری آیت:

جب قوم نوح اللہ کے پیغمبر نوح علیہ السلام کو ایک طویل زمانہ تک جھٹلاتی رہی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان سے چالیس سال تک بارش کو روک لیا اور ان کی عورتوں کو بھی بانجھ کر دیا ان کے اموال ومویشی تباہ ہو گئے تو نوح علیہ السلام ان کو مخاطب کر کے کہنے لگے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی پاک کلام میں بایں الفاظ اس کا تذکرہ کیا ہے۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا٥ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا٥ وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا (نوح ۱۰ تا ۱۲)

تو میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگ لو۔ یقیناً وہ ہمیشہ سے بہت معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر بہت برستی ہوئی بارش اتارے گا۔ اور وہ مالوں اور بیٹوں کے ساتھ تمھاری مدد کرے گا اور تمھیں باغات عطا کرے گا اور تمھارے لیے نہریں جاری کر دے گا۔

مفسرین کے اقوال

(1) الامام شہاب الدین ابی العباس احمد بن محمد الشافعی القسطلانی (المتوفی ۹۲۳ھ) فرماتے ہیں:

''وَفِیْ هٰذِهِ الْاٰیَةِ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّ الْاِسْتِغْفَارَ یُسْتَنْزَلُ بِهِ الرِّزْقُ وَالْمَطَرُ''

اور اس آیت میں اس بات پر دلیل ہے کہ بے شک استغفار کے ذریعہ نزول رزق اور بارش طلب کی جاتی ہے۔ (ارشاد الساری شرح صحیح البخاری ۱۳: ۳۰٦)

(2) عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس آیت کا معنی یہ ہے کہ:

{يُكْثِرْ اَمْوَالَكُمْ وَاَوْلَادَكُمْ}

''اللہ تبارک وتعالیٰ تمھارے اموال اور تمھاری اولاد کو زیادہ کردے گا'' [الوسيط فى تفسير القرآن المجيد (٤/ ٣٥٨ معالم التنزيل (٤: ٣٩٨) تفسير القرآن العظيم (٤: ٤٣٥) فتح القدير الجامع بين فنى الرواية والدراية فى علم التفسير: (٥: ٣٨٧)]

(3) الامام المفسر ابی حفص عمر بن علی بن عادل الدمشقی الحنبلی (المتوفی ۸۸۰ھ) فرماتے ہیں:

''فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَالَّتِيْ قَبْلَهَا فِيْ (هُوْد) دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ الْاِسْتِغْفَارَ يُسْتَنْزَلُ بِهِ الرِّزْقُ وَالْاَمْطَارُ'' (اللباب فى علوم الكتاب ١٩: ٣٨٥)

اس آیت میں اور اس سے پہلے سورۃ ھود کی آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ استغفار کے ذریعے سے نزول رزق اور بارش کو طلب کیا جاتا ہے۔

(4) محمد بن علی بن محمد الشوکانی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

{وَفِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ الْاِسْتِغْفَارَ مِنْ اَعْظَمِ اَسْبَابِ الْمَطَرِ وَ حُصُوْلِ اَنْوَاعِ الْاَرْزَاقِ. وَلِهٰذَا قَالَ وَيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٌ يَعْنِيْ بَسَاتِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهَارًا جَارِيَةً} (فتح القدير ٥: ٣٨٧)

اور اس آیت میں اس بات پر دلیل ہے کہ استغفار بارش اور ہر طرح کے رزق کے حصول کے اسباب میں سے عظیم ترین سبب ہے اسی لئے ارشاد فرمایا: وہ تمھارے مال اور اولاد کے ساتھ مدد کرے گا اور تمھارے لیے جنات بنادے گا یعنی باغ اور تمھارے لیے نہریں بنادے گا یعنی جاری (نہریں) ایک آدمی حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس آیا اور قحط سالی کی شکایت کی آپ رحمہ اللہ نے اسے کہا کہ اِسْتَغْفِرِ اللّٰهَ کہہ (یعنی اللہ سے بخشش مانگ، ایک دوسرا آدمی فقر غریبی کی اور ایک دوسرا آدمی قلۃ النسل کی شکایت لے کر آیا اور ایک دوسرا آدمی زمینی غلہ کی قلت کی شکایت لے کر آیا آپ رحمہ اللہ نے ان تمام کو استغفار کا حکم فرمایا: اس کے متعلق آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: (یعنی تمام لوگوں کے سوالات مختلف تھے لیکن آپ نے ان تمام کو ایک ہی جواب دیا) تو حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے اپنی طرف سے کچھ بھی

نہیں فرمایا پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی۔ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ إِلَى آخِرِهٖ۔[البحر المديد فى تفسير القرآن المجيد ٨: ١٤٥ (السراج المنير ٨: ١٠٩) روح البيان فى تفسير القرآن (١٠: ١٧٩) الكشف و البيان المعروف تفسير الثعلبى (١٠: ٤٤) اللباب فى علوم الكتاب (١٩ ٣٨٦)]

اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فِيْ كِتَابِهٖ اَنَا اَبُو الْفَضْلِ الْحَدَّادِيْ اَنَا اَبُو يَزِيْدَ الْخَالِدِيْ اَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ قَحَطَ الْمَطَرُ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ يَسْتَسْقِيْ فَلَمْ يَذْكُرْ اِلَّا الْاِسْتِغْفَارَ حَتّٰى نَزَلَ فَلَمَّا نَزَلَ قِيْلَ لَهٗ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَا سَمِعْنَاكَ اِسْتَسْقَيْتَ قَالَ لَقَدْ طَلَبْتُ الْغَيْثَ بِمَجَادِيْحِ السَّمَاءِ الَّتِيْ بِهَا يُسْتَنْزَلُ الْمَطَرُ ثُمَّ قَرَءَ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَ قَرَءَ الَّتِيْ فِيْ هُوْدَ "وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ۝ (ھود / ٥٢)

شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بارش کا قحط پڑ گیا آپ رضی اللہ عنہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے بارش کی دعا مانگنے کے لیے منبر پر چڑھے لیکن صرف استغفار کیا یہاں تک کہ (منبر سے) نیچے اتر آئے۔ جب (منبر سے) نیچے اترے تو پوچھا گیا کہ اے امیر المومنین ہم نے سنا آپ کو کہ آپ نے (باری تعالیٰ سے) بارش کی دعا کی ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے بارش آسمان کے ان پتھروں سے طلب کی ہے جہاں سے بارش نازل ہوتی ہے پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی "پس میں نے کہا اپنے رب سے بخشش مانگو یقیناً وہ معاف کرنے والا ہے ۝ وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار بارش نازل فرمائے گا اور اس آیت کی تلاوت فرمائی جو سورۃ ہود میں ہے اور اے میری قوم اپنے رب سے بخشش مانگو پھر اس کے آگے توبہ کرو وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار بارش نازل فرمائے۔ [الوسيط فى تفسير القرآن المجيد (هود:٥٢) (٤. ٣٥٧) نظم الدرر فى تناسب الآيات والسور (٨: ١٦٨) البحر المديد فى تفسير القرآن المجيد ٨: ١٤٥) السراج المنير (٨: ١٠٩) الكشف والبيان المعروف تفسير الثعلبى ١٠: ٤٤) اللباب فى علوم الكتاب ١٩: ٣٨٥ تفسير ابن جزى الكلبى ص: ٧٩٦) معالم التنزيل ٤. ٣٩٨) الجامع لاحكام القرآن ١٨ د١٩٥ وقال ابن حجر فى الكافى الشاف فى تخريج احاديث الكشاف اخرجه عبدالرزاق و ابن ابى شيبه و الطبرانى فى الدعاء والطبرى و غيرهم من رواية الشعبى ان عمر بهذا وزاد ثم قرء استغفروا ربكم انه كان غفاراً)) ورجاله ثقات الا انه منقطع انظر الكافى الشاف لا بن حجر (٤٠٤ ٤٩)]

مستدرک حاکم کی روایت ہے نبی مکرم علیہ السلام نے فرمایا جو آدمی بکثرت استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائے گا جہاں سے اس کا وہم وگمان بھی نہیں ہوگا۔

[مستدرك حاكم كتاب التوبة والانابة باب ذكر فضيلة الاستغفار رقم الحديث (٧٧٥١) وقال هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه:والبغوى فى شرح السنه رقم الحديث (١٢٩٦)]

ان تمام آیات مفسرین کے اقوال اور آثار سے ثابت ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے توبہ واستغفار کرنا۔ یہ حصول رزق کا بہترین ذریعہ ہے۔ یعنی جو آدمی اللہ تبارک وتعالیٰ سے توبہ کرے اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگے تو باری تعالیٰ اس آدمی کی مغفرت اور مال واولاد کے ساتھ مدد فرماتے ہیں۔

ذریعہ اجر و ثواب

ہر ایک خشیت الٰہی رکھنے والا آدمی اس بات کا حریص ہوتا ہے کہ اس کے نامہ اعمال میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں ہوں اور پھر اجر وثواب حاصل کرنے کیلئے مختلف اعمال صالحہ کا اہتمام کرتا ہے اور ان اعمال صالحہ میں سے ایک عمل توبہ واستغفار بھی ہے۔ جب آدمی اللہ تبارک وتعالیٰ سے توبہ واستغفار کرتا ہے تو جہاں اسے اللہ رب العزت سے اور کئی فوائد وثمرات ملتے ہیں وہاں اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں بھی لکھی جاتی ہیں۔ درج ذیل حدیث مبارکہ بھی اسی بات پر دلالت کر رہی ہے۔

(سیدنا) عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

{مَنِ اسْتَغْفَرَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ}

جو آدمی مومن مردوں اور عورتوں کیلئے اللہ سے بخشش مانگے تو اللہ تبارک وتعالیٰ ہر مومن مرد اور عورت کے بدلے ایک نیکی لکھ دیتے ہیں۔ [مجمع الزوائد كتاب التوبة باب الاستغفار للمؤمنين والمومنت رقم الحديث (١٧٥٩٨) وقال رواه الطبراني واسناده حسن]

"رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ"

انسان پر دنیوی خواہشات کا اس قدر غلبہ ہے کہ اللہ رب العزت کی رضا کو حاصل کرنے کی بجائے مخلوق خدا کی رضا کیلئے ہر وقت کوشاں رہتا ہے۔ حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے روگردانی کر کے مخلوق کے در پے ہونے والے ہمیشہ نامرادی لوٹے ہیں لیکن پھر بھی دنیا کی عارضی چاشنی انسان کو رضائے الٰہی کے

حصول سے دور رہنے پر مجبور کر دیتی ہے۔تاہم ایسا مسلمان جو صفات پارسانہ سے متصف ہو وہ ہمہ وقت رضائے الٰہی کے حصول کو مقدم رکھتا ہے خواہ دنیا سے کچھ حاصل ہو یا نہ ہو۔پھر یہیں تک بس نہیں بلکہ اپنے خالق و مالک حقیقی کو راضی کرنے کیلئے ڈھیر سارے اعمال صالحہ بھی بجالاتا ہے۔ان نیک اعمال میں باری تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کا ذریعہ پیغمبر ﷺ نے توب واستغفار کو بھی قرار دیا ہے۔درج ذیل حدیث نبوی ﷺ بھی اسی بات کی طرا اشارہ کر رہی ہے۔

(سیدنا) ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم علیہ السلام نے فرمایا:

{ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ أَحَدِكُمْ مِنْهُ بِضَالَّتِهِ إِذَا وَجَدَهَا }

یقیناً اللہ عزوجل تم میں سے کسی آدمی کی توبہ سے اس بندے سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جو اپنی گمشدہ سواری کے ملنے پر خوش ہوتا ہے۔ [ابن ماجه كتاب الزهد باب ذكر التوبة رقم الحديث (٤٣٢٣)]

آقا علیہ السلام کے اس فرمان عالی شان سے معلوم ہوا کہ ایسا بندہ جو اللہ رب العالمین سے مانگنے والا ہو۔ اس کے آگے توبہ کرنے والا ہو۔باری تعالیٰ کو بہت زیادہ محبوب ہے اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوتے ہیں: ہر میرے مسلمان بھائی کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرے تاکہ رضائے الٰہی کا مستحق ٹھہر سکے۔

"بلندی درجات کا ذریعہ"

(سیدنا) ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

{ إِنَّ اللّٰـهَ عَزَّ وَجَلَّ يَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِي الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ أَنَّى لِي هٰذِهِ فَيَقُوْلُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ }

اللہ عزوجل (اپنے) نیک بندہ کے درجہ کو جنت میں بلند فرمائیں گے وہ کہے گا اے میرے رب یہ درجہ میرے لیے کہاں سے ہے اللہ پاک فرمائیں گے تیری اولاد نے تیرے لیے استغفار کیا ہے (اس وجہ سے ہے) [مجمع الزوائد كتاب التوبه باب استغفار الولد رقم الحديث (١٧٥٩٥) مسند احمد (٢ ٥٠٩)]

نبی مکرم علیہ السلام کی اس پیاری حدیث سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ جب اولاد اپنے فوت شدہ والدین کیلئے بخشش کی دعا کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ جنت میں اس کے والدین کو درجات عطا فرماتے ہیں۔

لیکن اس فضیلت وشرف کو حاصل کرنا جب ہی ممکن ہوسکتا ہے کہ آدمی دنیا میں رہ کر خود بھی استغفار جیسے عظیم وظیفہ کو لازم پکڑے اور اپنی اولاد کو بھی اس کی تلقین کرے تاکہ اُس کے مرنے کے بعد وہ اس کے لیے استغفار کرے۔

"حصول جنت کا ذریعہ"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّکَفِّرَ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَیُدْخِلَکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ نُوْرُھُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَبِاَیْمَانِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ○ (تحریم: ۸)

اے مومنو اللہ کے آگے کچی اور سچی توبہ کرو امید ہے کہ وہ تمھارے گناہ تم سے دور کر دے گا اور تمھیں باغہائے بہشت میں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں داخل کرے گا۔ اس دن اللہ پاک نبی کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوا نہیں کرے گا۔ (بلکہ ان کا نور ایمان) ان کے آگے اور داہنی طرف روشنی کرتا ہوا جل رہا ہوگا اور وہ اللہ پاک سے التجا کریں گے کہ اے پروردگار ہمارا نور ہمارے لیے پورا کر اور ہمیں معاف فرما یقیناً تو ہر شی پر قادر ہے۔

باری تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اولاً اہل ایمان کو توبہ نصوح کا حکم فرمایا۔ ثانیاً اس کی جزا کا ذکر فرمایا۔

توبہ نصوح کسے کہتے ہیں؟

توبہ نصوح سے مراد کیا ہے؟ علماء کی اس بارے مختلف توجیہات ہیں جن میں چند درج ذیل ہیں۔

(۱) (سیدنا) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں توبہ نصوح سے مراد زبان سے استغفار کرنا، دل سے نادم و پشیمان ہونا اور جوارح (اعضاء) سے گناہ کو ترک کرنا ہے۔ (البحر المدید فی تفسیر القرآن المجید ۸: ۱٦)

(۲) ابن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں توبہ نصوح سے مراد ایسی توبہ جو اللہ کے ہاں قبول ہو۔

(البحر المدید فی تفسیر القرآن المجید ۸: ۸۷)

(۳) جنید البغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں توبہ نصوح سے مراد ایسی توبہ ہے کہ جس کے بعد آپ گناہ کو بھول جائیں اور پھر کبھی بھی یاد نہ کریں۔ کیونکہ جو آدمی اللہ تبارک وتعالیٰ سے محبت کرتا ہے۔ وہ اس کے علاوہ کو بھول جاتا ہے۔(البحر المدید فی تفسیر القرآن المجید ۸: ۸۷)

(۴) ابوبکر الوراق رحمہ اللہ فرماتے ہیں توبہ نصوح سے مراد ایسی توبہ کہ جس کے بعد دنیا تجھ پر کشادہ ہونے کے باوجود تنگ ہو جائے: جس طرح کہ ان لوگوں کی حالت تھی۔ جو (غزوہ تبوک) میں پیچھے رہ گئے تھے۔ (البحر المدید فی تفسیر القرآن المجید ۸: ۸۷)

(۵) سعید بن المسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں توبہ نصوح سے مراد ایسی توبہ جس کے ذریعہ تم اپنے آپ کی خیر خواہی کرتے ہو۔ (البحر المدید فی تفسیر القرآن المجید (۸: ۸۷)

پھر توبہ نصوح کے بعد تائبین کی جزا کا ذکر کیا کہ انھیں اللہ تبارک وتعالیٰ جنت میں داخل کرے گا۔ پھر مزید یہ کہ ان کی خطاؤں کو بھی مٹا دے گا: یعنی توبہ نصوح حصول جنت کا بھی ذریعہ ہے اور مکفرۃ الذنوب کا بھی۔

(سیدنا) عبداللہ بن بشر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

{طُوْبٰى لِمَنْ وَجَدَ فِيْ صَحِيْفَتِهِ اِسْتِغْفَارًا كَثِيْرًا}

ایسے آدمی کے لیے "طوبیٰ" ہے جو اپنے نامہ اعمال میں بکثرت استغفار پائے۔[ابن ماجہ: کتاب الادب باب الاستغفار رقم الحدیث (۳۸۸٦) قال البوصیری ھذا اسناد صحیح رجالہ ثقات رواہ النسائی فی عمل الیوم واللیلۃ عن عمرو بن عثمان بہ]

فائدہ: طوبیٰ طیب سے ماخوذ ہے اس کا معنی مبارکباد، خوشخبری اور پاکیزہ زندگی وغیرہ کیا گیا ہے البتہ ایک روایت میں ہے کہ "طوبی شجرۃ فی الجنۃ" طوبیٰ جنت میں ایک درخت ہے۔
(سندہ حسن صحیح الجامع الصغیر رقم ۳۹۱۸)

"دل کی صفائی کا ذریعہ"

(سیدنا) ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

{ إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَذْنَبَ كَانَتْ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فِي قَلْبِهِ فَإِنْ تَابَ وَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ صُقِلَ قَلْبُهُ مِنْهَا وَإِنْ زَادَ زَادَتْ حَتَّى تَعْلُوَ قَلْبَهُ فَذٰلِكُمُ الرَّانُ الَّذِي ذَكَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهِ ((كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ }

بے شک مومن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ لگ جاتا ہے پھر اگر وہ (گناہ) سے توبہ کرے اس سے پہلو تہی کرے اور استغفار کرے تو اس کا دل (سیاہ نکتہ سے) صاف ہو جاتا ہے اگر مزید گناہ کرے تو سیاہ نکتے بڑھتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کا دل زنگ آلود ہو جاتا ہے بس یہی وہ زنگ (سیاہی) ہے جس کا تذکرہ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں کیا ہے" دیکھو یہ جو (اعمال بد) کرتے ہیں ان کا ان کے دلوں پر زنگ بیٹھ گیا ہے۔(مطففين: ١٤) ترمذی كتاب التفسير باب من سورة المطففين رقم الحديث (٣٣٣١) وقال هذا حديث حسن صحيح مسند احمد رقم الحديث (٧٩٣٩) ابن ماجه (رقم الحديث (٤٢٤٤) ابن حبان رقم الحديث (٢٤٤٨) مستدرك حاكم (٢: ٥١٧)

آقا علیہ السلام کے اس فرمان ذی شان سے ثابت ہوا کہ گناہ کی وجہ سے بندے کے دل پر سیاہ نکتہ لگ جاتا ہے؛ اور اس سیاہی کو ختم کرنے کا طریقہ باری تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرنا ہے۔

"دکھوں کا علاج"

(سیدنا) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

{ مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُ مِنْ كُلِّ ضَيْقٍ مَخْرَجًا وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ }

جس نے استغفار کا التزام کیا اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے لیے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ اور ہر غم سے راحت کا سامان پیدا فرما دے گا اور اسے ایسے مقامات سے رزق مہیا فرمائے گا جس کا اسے وہم وگماں بھی نہ ہوگا۔[ابو داؤد كتاب الوتر باب في الاستغفار رقم الحديث (١٥١٨) شرح السنه للبغوی رقم الحديث ١٢٩٦) مسند احمد رقم الحديث (٢٢٣٤) مستدرك حاكم رقم (٧٧٥١) ابن ماجه رقم (٣٨١٩) عن هشام بن عمار به و صححه الحاكم (٤/ ٢٦٢) وقال الذهبي الحكم ابن مصعب فيه جهالة]

جب انسان اللہ تبارک وتعالیٰ کی مقرر شدہ حدوں سے تجاوز کرتا ہے تو دنیوی مصائب ومشکلات و

آلام اس کا مقدر بن جاتی ہیں جیسا کہ اللہ کا قرآن بھی اس بات کی طرف اشارہ کررہا ہے فرمایا:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ○ (الروم : ۴۱)

خشکی اور سمندر میں فساد ظاہر ہوگیا اس کی وجہ سے جو لوگوں کے ہاتھوں نے کمایا تاکہ وہ انھیں اس کا کچھ مزہ چکھائے جو انھوں نے کیا ہے تاکہ وہ باز آجائیں۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ (الشوری : ۳۰)

اور جو بھی تمھیں کوئی مصیبت پہنچی تو وہ اس کی وجہ سے ہے جو تمھارے ہاتھوں نے کمایا اور وہ بہت سی چیزوں سے درگزر کرجاتا ہے۔

آقا ﷺ نے ان تمام قسم کی دنیوی مشکلات و آلام دکھوں اور غموں سے نجات کا ذریعہ بتلا دیا کہ جو آدمی توبہ واستغفار کو لازم پکڑے تو اللہ تبارک وتعالیٰ ہر قسم کے دکھ اور غم سے اسے نجات عطا فرمادیں گے۔

”برائیاں نیکیوں میں تبدیل“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ○ (الفرقان : ۷۰)

مگر وہ آدمی جو توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے پس یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کی برائیاں اللہ تبارک وتعالیٰ نیکیوں میں تبدیل کردیتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت کریمہ سے ماقبل آیات میں اللہ رب العزت نے اہل ایمان کی چند صفات بیان فرمائی ہیں:

(۱) انفاق فی سبیل اللہ میں نہ تو اسراف کرتے ہیں اور نہ ہی بخیلی، (۲) اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو نہیں پکارتے (۳) ناحق کسی کو قتل بھی نہیں کرتے۔ (۴) زناکاری بھی نہیں کرتے۔ یہ

صفات تو اہل ایمان کی ہیں لیکن اگر کوئی آدمی انفاق فی سبیل اللہ میں اسراف کرے کنجوسی کرے غیر اللہ کو بھی پکارے۔لوگوں کو ناحق قتل بھی کرے زنا کاریاں بھی کرے تو اس کی سزا کیا ہے۔

چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝ يُضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝ (الفرقان: ۶۸، ۶۹)

اور جو یہ کرے گا وہ سخت گناہ کو ملے گا اس کے لیے قیامت کے دن عذاب دگنا کیا جائے گا اور وہ ہمیشہ اس میں ذلیل کیا ہوا رہے گا۔

یعنی اس کی سزا یہ ہے کہ اسے قیامت کے دن دوگنا عذاب دیا جائے گا اور پھر اس میں ہمیشہ رسوا ہو کر رہے گا لیکن اس سزا و عذاب سے اس آدمی کو مستثنیٰ کر دیا جو ان مذکورہ بالا برائیوں کا ارتکاب نہ کرے بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے توبہ کرے حقیقی توبہ اور اعمال صالحہ کرے خداوند عالم عذاب جہنم سے بھی محفوظ فرمالیں گے اور اس کی خطاؤں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیں گے۔

حضرت شیخ صدر الدین مثنوی اپنی تصنیف لطیف ''شرح الاربعین حدیثا'' میں فرماتے ہیں:
{اَلطَّاعَاتُ كُلُّهَا مُطَهِّرَاتٌ } نیکیاں تمام کی تمام (برائیوں) سے پاک کرنے والی ہیں کبھی برائیوں کو سرے سے ختم ہی کر دیتی ہیں جیسا کہ اس فرمان باری تعالیٰ میں اس کی طرف اشارہ ہے:

اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ (ھود: ۱۱۴)

یقیناً نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔

آپ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے اَتْبِعِ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا (برائی کے بعد) نیکی کرو وہ (نیکی) اسے (برائی کو) مٹا دے گی کبھی برائیاں نیکیوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں جیسا کہ اس فرمان باری تعالیٰ میں اس کی طرف اشارہ ہے اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ (الفرقان: ۷۰) روح البیان فی تفسیر القرآن (۶: ۲۶۲)

توبہ و استغفار کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فرمودات

(۱) (سیدنا) حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اس آیت يٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ

يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا (ھود: ٥٢) سے اور وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ (نوح: ١٢)
سے یہ مسئلہ اخذ کیا کہ:

{إِنَّ كَثْرَةَ الْاِسْتِغْفَارِ قَدْ يَجْعَلُهُ اللّٰهُ سَبَبًا لِكَثْرَةِ الْوَلَدِ}

بے شک کثرت استغفار کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے کثرت اولاد کے حصول کا ذریعہ بتایا ہے۔

[تفسیر البحر المحیط (٥: ٣٠٣) دارالکتب العلمیہ سراج منیر (٣: ٩٣) روح البیان فی تفسیر القرآن (٤: ١٥٨)]

فائدہ: رزق دینا نہ دینا اولاد دینا نہ دینا یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اختیار میں ہے وہ جس کو چاہے بیٹے دے جس کو چاہے بیٹیاں دے جس کو چاہے دونوں ملا کر دے یا جس کو چاہے کچھ بھی نہ دے اس دنیوی زندگی میں جیسی بھی پریشانی ہو۔ مال کی ہو یا اولاد کی ہو انسان کو چاہیے کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف رجوع کرے در بدر ٹھوکریں نہ کھائے (سیدنا) حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے اس اثر سے ثابت ہوتا ہے کہ باری تعالیٰ سے استغفار کرتا رہے خداوند عالم اس کی تمام قسم کی پریشانیوں کو دور فرما دیں گے:

(٢) (سیدنا) علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے:

{ مَا أَلْهَمَ اللّٰهُ عَبْدًا الْاِسْتِغْفَارَ وَهُوَ يُرِيْدُ أَنْ يُّعَذِّبَهُ }

اللہ تبارک وتعالیٰ نے کسی بھی بندے پر استغفار کا الہام نہیں کیا کہ پھر اسے عذاب دینے کا ارادہ کرلے۔ (روح البیان فی تفسیر القرآن ١٠: ١٧٨)

فائدہ: یعنی جسے اللہ تبارک وتعالیٰ استغفار کی توفیق دے دیں پھر اسے عذاب نہیں دیتے۔

(٣) (سیدنا) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

{ كُلُّ ذَنْبٍ أَصَرَّ عَلَيْهِ الْعَبْدُ كَبِيْرٌ وَلَيْسَ بِكَبِيْرٍ مَاتَابَ عَنْهُ الْعَبْدُ }

ہر وہ گناہ جس پر بندہ اصرار کرے وہ کبیرہ (گناہ) ہے لیکن جس سے بندہ توبہ کرے وہ کبیرہ نہیں رہتا۔ (روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی (٢: ٦٢) دارالفکر)

"توبہ و استغفار کے متعلق علماء امت کے اقوال"

(۱) الامام برہان الدین ابی الحسن ابراہیم بن عمر البقاعی (المتوفی ۸۸۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

{فَالتَّوْبَةُ سَبَبُ طِيْبِ الْعَيْشِ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ}

توبہ دنیا اور آخرت میں بہترین زندگی کے (حصول) کا سبب ہے۔

(نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور ۳: ۵۰۰)

(۲) اثیر الدین محمد بن یوسف بن علی بن یوسف بن حیان الشہیر بابی حبان الاندلسی الغرناطی فرماتے ہیں۔

{اَلتَّوْبَةُ هِيَ الْمُنَجِّيَةُ مِنَ النَّارِ وَالَّتِي تَدْخُلُ الْجَنَّةَ} البحر المحیط (۵: ۲۶۳)

توبہ (جہنم) کی آگ سے نجات دلانے والی اور جنت میں داخل کر دینے والی ہے۔

(۳) امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

{مَنْ وَقَعَتْ لَهُ اِلَى اللّٰهِ حَاجَةٌ فَلَنْ يَّصِلَ اِلَى مُرَادِهِ اِلَّا بِتَقْدِيْمِ الْاِسْتِغْفَارِ}

جس آدمی کو اللہ تبارک وتعالیٰ سے کوئی حاجت ہو۔ پس ہرگز وہ اپنی مراد کو نہیں پہنچ سکتا مگر یہ کہ استغفار کو (اس سے) مقدم کرے (یعنی پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ سے استغفار کرے پھر اس کے بعد باری تعالیٰ کے حضور اپنی حاجت پیش کرے) [نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور (۸: ۱۶۹) السراج المنیر (۸ ۱۰۹)]

(۴) الشیخ اسماعیل حقی بن مصطفیٰ الحنفی الخلوتی البروسوی (المتوفی ۱۱۲۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

{شَابٌّ بِلَا تَوْبَةٍ كَشَجَرٍ بِلَا ثَمَرٍ} (روح البیان فی تفسیر القرآن ۲: ۲۸۷)

''بغیر توبہ کے نوجوان ایسے درخت کی مانند ہے جو بغیر پھل کے ہو''

سید الاستغفار

شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

{اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ وَ اَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ

حرمین پبلی کیشنز

کا مقصد

- اسلام کا پیغام گھر گھر پہنچانا۔
- نیک اعمال کی طرف رغبت دلانا۔
- شرک کے بت کو توڑنے کے لئے جدو جہد کرنا۔
- اسلامی پمفلیٹ اور لٹریچر چھپوا کر تقسیم کرنا۔
- اشاعتی موادوں کے ساتھ اسلامی احکام سمجھانا۔
- معاشرے کو اسلامی رنگ میں رنگنے کے لئے تعلیم و تربیت دینا۔

رابطہ کے لئے

ذیشان میمن نعمان گارڈن H-13 ابوالحسن اصفہانی روڈ گلشن اقبال کراچی۔

موبائل نمبر : 0333-3030804

AHSAN GRAPHICS Cell:0301-6695063